بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ　　وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly
BADAR Qadian

ایڈیٹر: منصور احمد

جلد 75 ❁ شمارہ 21 ❁ 03 ذوالحجّہ 1447 ہجری قمری ❁ 21 ہجرت 1405 ہجری شمسی ❁ 21 مئی 2026ء (www.akhbarbadr.in)

# ارشاد باری تعالیٰ

## قربانی کا مقصود: تقویٰ، ہدایت اور رضائے الٰہی کا حصول

لَنۡ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوۡمُھَا وَلَا دِمَآؤُھَا وَلٰکِنۡ یَّنَالُہُ التَّقۡوٰی مِنۡکُمۡ ؕ کَذٰلِکَ سَخَّرَھَا لَکُمۡ لِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمۡ ؕ وَبَشِّرِ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ○ ﴿سُوۡرَۃُ الۡحَجِّ: 38﴾

ترجمہ: ہرگز اللہ تک نہ ان کے گوشت پہنچیں گے اور نہ ان کے خون لیکن تمہارا تقویٰ اس تک پہنچے گا۔ اِسی طرح اُس نے تمہارے لئے اُنہیں مسخر کردیا ہے تا کہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو اس بنا پر کہ جو اُس نے تمہیں ہدایت عطا کی۔ اور احسان کرنے والوں کو خوشخبری دے دے۔

### ارشاد نبوی ﷺ

## عیدالاضحیٰ کی فضیلت اور قربانی کی اہمیت

❁ حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو اہلِ مدینہ سال میں دو دن خوشی مناتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ان دو دنوں کے بدلے ان سے بہتر دو دن مقرر فرمائے ہیں: عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ العیدین، حدیث: 1134)

❁ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یوم النحر (عیدالاضحی کے دن) ابنِ آدم کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک خون بہانے (قربانی کرنے) سے زیادہ محبوب نہیں۔

(سنن ترمذی، کتاب الاضاحی، حدیث: 1493، سنن ابن ماجہ، حدیث: 3126)

❁ حضرت زید بن ارقمؓ روایت کرتے ہیں کہ صحابہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ قربانی کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا: اس میں ہمارے لیے کیا اجر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر بال کے بدلے ایک نیکی۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الاضاحی، حدیث: 3127)

### تبرکات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

## قربانی کا حقیقی مفہوم اور تقویٰ کی روح

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

❁ خدا تعالیٰ نے شریعتِ اسلام میں بہت سے ضروری احکام کے لئے نمونے قائم کئے ہیں چنانچہ انسان کو یہ حکم ہے کہ وہ اپنی تمام قوتوں کے ساتھ اور اپنے تمام وجود کے ساتھ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان ہو۔ پس ظاہری قربانیاں اسی حالت کے لئے نمونہ ٹھہرائی گئی ہیں لیکن اصل غرض یہی قربانی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَنۡ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوۡمُھَا وَلَا دِمَآؤُھَا وَلٰکِنۡ یَّنَالُہُ التَّقۡوٰی مِنۡکُمۡ (الحج: 38) یعنی خدا کو تمہاری قربانیوں کا گوشت نہیں پہنچتا اور نہ خون پہنچتا ہے۔ ......یعنی اس سے اتنا ڈرو کہ گویا اس کی راہ میں مر ہی جاؤ اور جیسے تم اپنے ہاتھ سے قربانیاں ذبح کرتے ہو اسی طرح تم بھی خدا کی راہ میں ذبح ہو جاؤ۔ جب کوئی تقویٰ اس درجہ سے کم ہے تو ابھی وہ ناقص ہے۔ (چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 99)

### تفسیر کبیر سے اقتباس

## قربانی کی اصل حکمت اور تقویٰ کا پیغام

❁ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ آیت لَنۡ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوۡمُھَا وَلَا دِمَآؤُھَا وَلٰکِنۡ یَّنَالُہُ التَّقۡوٰی مِنۡکُمۡ کَذٰلِکَ سَخَّرَھَا لَکُمۡ لِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمۡ وَبَشِّرِ الۡمُحۡسِنِیۡنَ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: یاد رکھو قربانیوں میں یہ حکمت نہیں کہ اُن کا گوشت یا اُن کا خون خدا تعالیٰ کو پہنچتا ہے۔ بلکہ اُن میں حکمت یہ ہے کہ ان کی وجہ سے تقویٰ پیدا ہوتا ہے اور وہ تقویٰ خدا تعالیٰ کو پسند ہے۔ بعض لوگ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ کیا خدا تعالیٰ نعوذ باللہ ہندوؤں کے دیوتاؤں کی طرح خون کا پیاسا اور گوشت کا بھوکا ہے کہ وہ جانوروں کی قربانی کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور اُن کی جان کی قربانی کو شوق سے قبول فرماتا ہے اور قربانی کرنے والوں کو بہشت کی بشارت دیتا ہے۔ اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ دیا ہے کہ قربانیوں میں یہ حکمت نہیں کہ اُن کا گوشت یا اُن کا خون خدا تعالیٰ کو پہنچتا ہے بلکہ اس میں حکمت یہ ہے کہ ان کی وجہ سے انسانی قلب میں تقویٰ پیدا ہوتا ہے اور وہ تقویٰ خدا تعالیٰ کو پسند ہے پس وہ لوگ جو بکرے یا اونٹ یا گائے کی قربانی کر کے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو پا لیا وہ غلطی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ صاف طور پر فرماتا ہے کہ یہ کوئی چیز نہیں کہ خود ہی جانور ذبح کیا اور خود ہی کھا لیا۔ اس سے اللہ تعالیٰ کو کیا۔ یہ تو تصویری زبان میں ایک حقیقت کا اظہار ہے جس کے اندر بڑی گہری حکمت پوشیدہ ہے۔ جیسے مصوّر ہمیشہ تصویریں بناتے ہیں مگر اُن کی غرض صرف تصویر بنانا نہیں ہوتی بلکہ اُن کے ذریعہ قوم کے سامنے بعض اہم مضامین رکھنے ہوتے ہیں۔ چنانچہ کبھی وہ زنجیر بناتے ہیں جس سے مراد قومی اتحاد ہوتا ہے اور کبھی وہ طلوع آفتاب کا نظارہ دکھاتے ہیں اور اُس کا مطلب قومی ترقی ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ ظاہری قربانی بھی ایک تصویری زبان ہے جس کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ جانور ذبح کرنے والا اپنے نفس کی قربانی پیش کرنے کے لئے تیار ہے۔ پس جو شخص قربانی کرتا ہے وہ گویا اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی راہ میں سب کچھ قربان کردوں گا۔ اس کے بعد دوسرا قدم یہ ہوتا ہے کہ انسان جس امر کا تصویری زبان میں اقرار کرے عملاً بھی اُسے پورا کر کے دکھا دے۔ کیونکہ محض نقل جس کے ساتھ حقیقت نہ ہو کسی عزت کا موجب نہیں ہوسکتی۔ اسی طرح جو شخص بکرے کی قربانی کے ساتھ اپنے نفس کی قربانی بھی کرتا ہے وہ شرفاء کے نزدیک قابلِ احترام ہے۔ لیکن جو شخص صرف بکرے کی قربانی پر اکتفا کرتا ہے وہ نقال اور بھانڈ ہے اور اس لئے کسی عزت کا مستحق نہیں۔ پھر اگر غور کر کے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ سوائے اُن قصابوں کے جو جانوروں کو روزانہ ذبح کرنے کے عادی ہو چکے ہوتے ہیں دوسرے لوگوں کی طبیعت پر جانور کو ذبح ہوتے دیکھ کر ایک گہرا اثر پڑتا ہے اور اُن کے خیالات میں ایک زبردست ہیجان پیدا ہو جاتا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد ششم، مطبوعہ قادیان 2010 صفحہ 57)

### اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 15 ؍مئی 2026 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔ احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، فعال درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

**یاد رہے** حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ یکم اپریل 2026ء سے 5:30 PM پر نشر ہو رہا ہے۔ احباب اس کے مطابق خطبہ جمعہ حضور انور سُننے اور سُنانے کا انتظام فرمائیں۔ (ادارہ)

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

**اداریہ** لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

# حج بیت اللہ اور عید الاضحیٰ

ارکانِ اسلام میں چوتھا رکن حج ہے۔ حج کی فرضیت اور مناسک کا تفصیلی تذکرہ قرآن کریم میں آیا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حج فرما کر اس کے مناسک پر عملدر آمد کی سنت بھی امت کے لئے جاری فرمادی ہے۔ سورۃ آل عمران آیت 98 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور لوگوں پر اللہ کا حق ہے کہ وہ اس کے گھر کا حج کریں یعنی جو بھی اس گھر تک جانے کی استطاعت رکھتا ہو۔

سورۃ الحج آیت 28 میں فرمایا کہ لوگوں میں حج کا اعلان کردے وہ تیرے پاس پاپیادہ آئیں گے اور ہر ایسی سواری پر بھی جو لمبے سفر کی تھکان سے دبلی ہوگئی ہو۔ وہ سواریاں اور چیزیں ہر گہرے اور دور کے راستے سے آئیں گی۔

حج کے مناسک کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرہ کی آیت 159 میں فرمایا کہ یقیناً صفا اور مروہ شعائر اللہ میں سے ہیں۔ پس جو کوئی بھی اس بیت کا حج کرے یا عمرہ ادا کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ ان دونوں کا بھی طواف کرے۔ سورۃ البقرہ کی آیت 196 تا 201 میں مناسک حج کا تفصیل سے بیان موجود ہے۔

حج کی حکمت اور فلسفہ بیان کرتے ہوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’سالک کا آخری مرحلہ یہ ہے کہ وہ انقطاع نفس کرکے تعشق باللہ اور محبتِ الٰہی میں غرق ہوجاوے۔ عاشق اور محب جو سچا ہوتا ہے وہ اپنی جان اور اپنا دل قربان کر دیتا ہے اور بیت اللہ کا طواف اس قربانی کے واسطے ایک ظاہری نشان ہے جیسا کہ ایک بیت اللہ نیچے زمین پر ہے ایسا ہی ایک آسمان پر بھی ہے۔ جب تک آدمی اس کا طواف نہ کرے اس کا طواف بھی نہیں ہوتا۔ اس کا طواف کرنے والا تو تمام کپڑے اتار کر ایک کپڑا بدن پر رکھ لیتا ہے اس کا طواف کرنے والا بالکل نزع ثیاب کرکے خدا کے واسطے ننگا ہوجاتا ہے۔ طواف عشاق الٰہی کی ایک نشانی ہے۔ عاشق اس کے گرد گھومتے ہیں گویا انکی اپنی مرضی باقی نہیں رہی۔ وہ اس کے گرد اگرد قربان ہورہے ہیں۔‘‘

(البدر مورخہ 10 جنوری 1907ء صفحہ 15)

حج کے لئے مالی استطاعت، صحت، راستے کا امن ہونا ضروری ہے گویا یہ مشروط فرض ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: ’’جو شخص خواہ تنگی مال یا راستہ کی خرابی یا ضعف و بیماری کی وجہ سے حج نہیں کرسکتا اور نیت رکھتا ہے کہ روک دور ہو تو حج کروں وہ ایسا ہی ہے گویا اس نے حج کیا۔‘‘ (الفضل 4/مئی 1922ء)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: ’’چوتھا حکم حج کا ہے۔ اگر سفر کرنے کے لئے مال ہو، راستہ میں کوئی خطرہ نہ ہو، بال بچوں کی نگرانی اور حفاظت کا سامان ہوسکتا ہو تو زندگی میں ایک دفعہ حج کرنے کا حکم ہے۔‘‘

(الازہار لذوات الخمار صفحہ 24)

پھر فرمایا: ’’اگر خدا تعالیٰ کسی کو توفیق دے تو حج کرے اس کے لئے کئی شرطیں ہیں مثلاً مال ہو، رستہ میں امن ہو اور اگر عورت ہو تو اس کے ساتھ اس کا خاوند یا بیٹا یا بھتیجا یا ایسا کوئی اور رشتہ دار محرم جانے والا ہو۔‘‘

(الازہار لذوات الخمار صفحہ 47)

سن 6 ہجری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صلح حدیبیہ کے موقع پر حج کے قصد سے نکلے تھے لیکن آپؐ کو حج اور عمرہ سے روک دیا گیا اور آپؐ نے حج اور عمرہ نہیں فرمایا اور صلح کا معاہدہ کیا اور جو قربانیوں کے جانور آپؐ لیکر گئے تھے آپؐ نے وہ قربانی کے جانور ذبح کردیئے اور آپؐ کی سنت میں صحابہ نے بھی اپنے جانور قربان کردیئے۔ آپؐ حج سے روکے گئے تو آپؐ نے حج نہیں فرمایا بلکہ امن کے راستہ کو اختیار فرمایا۔ آپؐ کے اس عمل نے آئندہ عظیم الشان فتوحات کے دروازے کھولے۔

## عید الاضحیٰ یا قربانی کی عید

10 ذی الحج کو عید الاضحیٰ منائی جاتی ہے۔ اس کو قربانی کی عید بھی کہتے ہیں اور برصغیر میں اسے بڑی عید بھی کہا جاتا ہے۔ یہ عید قربانی کے جذبے کو اجاگر کرنے والی اور حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی عظیم قربانی کی یاد میں منائی جاتی ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی رؤیا میں اپنے بیٹے اسماعیلؑ کو ذبح کرتے دیکھا اور پھر یہ رؤیا ظاہری طور پر پوری کرنے چلے تو آپ نے اپنے فرمانبردار بیٹے کو بھی اس کے لئے تیار پایا۔ تب اللہ تعالیٰ نے کہا کہ تو اپنی رؤیا پہلے ہی پوری کرچکا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عید الاضحیٰ کے روز طریق تھا کہ آپ عید سے پہلے کچھ نہ کھاتے جبکہ عید الفطر پر کچھ کھا کر عید کے لئے جایا کرتے تھے۔ عید الاضحیٰ پر قربانی کا جانور ذبح ہونے پر اس کا گوشت کھاتے۔ آپؐ کا یہ بھی طریق تھا کہ آپ عید گاہ پر جانور ذبح کیا کرتے تھے۔ آپؐ دو جانور ذبح کرتے ایک اپنی طرف سے اور ایک اپنی امت کی طرف سے پیش کرتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’دلوں کی پاکیزگی سچی قربانی ہے۔ گوشت اور خون سچی قربانی نہیں جس جگہ عام لوگ جانوروں کی قربانی کرتے ہیں خاص لوگ دلوں کو ذبح کرتے ہیں مگر خدا نے یہ قربانیاں بھی بند نہیں کیں تا معلوم ہو کہ ان قربانیوں کا بھی انسان سے تعلق ہے۔‘‘ (براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 424)

حضرت مصلح موعودؓ عید الاضحیٰ کے روز نفلی روزہ کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں: ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریق ثابت ہے کہ آپؐ صحت کی حالت میں قربانی کرکے کھاتے تھے۔ تاہم یہ کوئی ایسا روزہ نہیں کہ کوئی نہ رکھے تو گنہگار ہوجائے۔ یہ کوئی فرض نہیں بلکہ نفلی روزہ اور مستحب ہے۔ جو رکھ سکتا ہو رکھے مگر جو بیمار، بوڑھا یا دوسرا بھی نہ رکھ سکے وہ مکلف نہیں اور نہ رکھنے سے گناہگار نہیں ہوگا.......... میں نے صحت کی حالت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس پر عمل کرتے دیکھا ہے۔‘‘ (خطباتِ محمود جلد 2 صفحہ 263)

قربانی کے جانور کے لئے یہ شرائط ہیں کہ وہ بے عیب ہو۔ لنگڑا، بیمار، کان کٹا یا پورا سینگ ٹوٹا ہوا نہ ہو۔ اس کے علاوہ صحت مند ہو۔ قربانی کا وقت عید کی نماز کے بعد شروع ہوتا ہے اور تین دن جاری رہتا ہے۔ قربانی کا گوشت خود بھی استعمال کرسکتے ہیں۔ عزیزوں اور غریبوں کو بھی دینا چاہئے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: ’’قربانیوں کے گوشت کے متعلق یہ حکم ہے کہ یہ صدقہ نہیں ہوتا۔ چاہئے کہ خود کھائیں، دوستوں کو دیں، چاہے سکھا بھی لیں۔ امیر غریبوں کو دیں۔ غریب امیروں کو۔ اس سے محبت بڑھتی ہے لیکن محض امیروں کو دینا اسلام کو قطع کرنا ہے اور محض غریبوں کو دینا اور امیروں کو نہ دینا اسلام میں درست نہیں۔ امیروں کے غریبوں اور غریبوں کے امیروں کو دینے سے محبت بڑھتی ہے اور مذہب کی غرض جو محبت پھیلانا ہے پوری ہوتی ہے۔‘‘ (الفضل 17 اگست 1922ء)

کیا دوسروں کی طرف سے قربانی ہوسکتی ہے؟ اس بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

’’کئی لوگ غریب ہوتے ہیں اس لئے اس بات کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے کہ کوئی شخص قربانی سے محروم نہ رہ جائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ غرباء امت کی طرف سے ایک قربانی کردیا کرتے تھے۔ اس طریق کے مطابق میرا قاعدہ یہ ہے کہ اپنی جماعت کے غرباء کی طرف سے ایک قربانی کردیا کرتا ہوں۔‘‘

(الفضل 17 / اگست 1922ء)

قربانی کے گوشت کی تقسیم میں بالخصوص غریبوں اور کمزوروں کو تلاش کرکے انکو دیا جائے تا اللہ کے پیار کی نظر ہم پر پڑے۔ اس کی تلقین کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’آپ سب کو یاد دلاتا ہوں کہ اپنے غریب بھائیوں اور کمزوروں اور بے چاروں کو اپنی قربانی میں ضرور یاد رکھیں۔ اپنے عزیز و اقرباء کے لئے اپنے لئے بھی 1/3 حصہ بے شک رکھیں اور خرچ کریں مگر کچھ حصہ جماعت کے سپرد کریں کہ وہ غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم کراسکے اور کچھ حصہ خود اپنے تعلق رکھنے والے یا اپنے سے نہ تعلق رکھنے والے ان غریبوں میں تقسیم کریں جن پر آپ کی نظر پڑے۔ اگر ان کی نظر غریبوں کو تلاش کرکے انکی کمزوریوں پر انکو دور کرنے کی خاطر پڑے یعنی انکی مالی کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے، انکی بے چارگیوں کو دور کرنے لئے ان پر پڑے گی تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اللہ کی نظر آپ پر پڑے گی اور آپ کی کمزوریوں کو خدا دور فرمائے گا۔ پس بہت بڑا سودا ہے۔ غریبوں کو تلاش کرنا اور تلاش کرکے ان تک پہنچنا اس بات کو دعوت دیتا ہے کہ اللہ آپ کو تلاش کرے اور آپ تک پہنچے اور ایسا ضرور ہوگا۔‘‘ (خطباتِ طاہر (عیدین) صفحہ 642)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

⁂

---

### حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حج بیت اللہ کے لئے دعا

1886ء میں جب حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے جانے لگے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کو ایک خط میں لکھا:

اس عاجز ناکارہ کی ایک عاجزانہ التماس یاد رکھیں کہ جب آپ کو بیت اللہ کی زیارت بفضل اللہ تعالیٰ میسر ہو تو اس مقام محمود مبارک میں اس احقر عباد اللہ کی طرف سے انہیں لفظوں سے مسکنت و غربت کے ہاتھ بحضور اُٹھا کر گزارش کریں کہ:

اے اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن! ایک تیرا بندہ عاجز اور ناکارہ، پُرخطا اور نالائق غلام احمد جو تیری زمین ملک ہند میں ہے۔ اس کی یہ غرض ہے کہ اے اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن! تو مجھ سے راضی ہو اور میری خطیئات اور گناہوں کو بخش کہ تو غفور رحیم ہے اور مجھ سے وہ کام کرا، جس سے تو بہت ہی راضی ہوجائے۔ مجھ میں اور میرے نفس میں مشرق اور مغرب کی دوری ڈال اور میری زندگی اور میری موت اور میری ہر یک قوت اور جو مجھے حاصل ہے اپنی ہی راہ میں کرا اور اپنی ہی محبت میں مجھے زندہ رکھ اور اپنی ہی محبت میں مجھے مار اور اپنے ہی کامل متبعین میں مجھے اُٹھا۔ اے اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن! جس کام کی اشاعت کے لئے تو نے مجھے مامور کیا ہے اور جس خدمت کے لئے تو نے میرے دل میں جوش ڈالا ہے اس کو اپنے ہی فضل سے انجام تک پہنچا اور اس عاجز کے ہاتھ سے حجتِ اسلام مخالفین پر اور ان سب پر جو اب تک اسلام کی خوبیوں سے بے خبر ہیں پوری کر اور اس عاجز اور اس عاجز کے تمام دوستوں اور مخلصوں اور ہم مشربوں کو مغفرت اور مہربانی کی نظر سے اپنے ظلِّ حمایت میں رکھ کر دین و دنیا میں آپ ان کا متکفل اور متولی ہوجا اور سب کو اپنی دار الرضا میں پہنچا اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی آل اور اصحاب پر زیادہ سے زیادہ درود و سلام و برکات نازل کر۔ آمین یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ (مکتوبات احمدیہ جلد 3 صفحہ 27-28 جدید ایڈیشن)

⁂

# خطبہ جمعہ

’’جب میں نے محض للہ انسانوں پر جھوٹ بولنا ابتدا سے متروک رکھا اور بارہا اپنی جان اور مال کو صدق پر قربان کیا تو پھر میں خدا تعالیٰ پر کیوں جھوٹ بولتا......‘‘

(حضرت مسیح موعودؑ)

’’اگر آپ طالب حق بن کر میری سوانح زندگی پر نظر ڈالیں تو آپ پر قطعی ثبوتوں سے یہ بات کھل سکتی ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ کذب کی ناپاکی سے مجھ کو محفوظ رکھتا رہا ہے یہاں تک کہ بعض وقت انگریزی عدالتوں میں میری جان اور عزت ایسے خطرہ میں پڑ گئی کہ بجز استعمال کذب اور کوئی صلاح کسی وکیل نے مجھ کو نہ دی۔ لیکن اللہ جلّ شانہٗ کی توفیق سے مَیں سچ کے لیے اپنی جان اور عزّت سے دست بردار ہو گیا اور بسا اوقات مالی مقدمات میں محض سچ کے لیے میں نے بڑے بڑے نقصان اٹھائے اور بسا اوقات محض خدا تعالیٰ کے خوف سے اپنے والد اور اپنے بھائی کے برخلاف گواہی دی اور سچ کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

’’کبھی انسان کسی ایسی بلا میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ اس وقت بجز کذب کے اَور کوئی حیلہ رہائی اور کامیابی کا اس کو نظر نہیں آتا۔ تب اس وقت وہ آزمایا جاتا ہے کہ آیا اس کی سرشت میں صدق ہے یا کذب۔ اور آیا اس نازک وقت میں اس کی زبان پر صدق جاری ہوتا ہے یا اپنی جان اور آبرو اور مال کا اندیشہ کر کے جھوٹ بولنے لگتا ہے۔ اس قسم کے نمونے اس عاجز کو کئی دفعہ پیش آئے ہیں‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

جب صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب کو معلوم ہوا کہ مخالف فریق نے حضرت اقدس علیہ السلام کی گواہی طلب کروائی ہے تو مرزا سلطان احمد صاحب بھی جانتے تھے کہ حضورؑ کبھی جھوٹ نہیں بولیں گے اس لیے انہوں نے مقدمہ ہی واپس لے لیا

حضرت اقدس علیہ السلام کی راستبازی اور سچائی پر مبنی اس گواہی کی کیسی عظیم الشان برکت ہے کہ سچ کو نہیں چھوڑا اور اس کے مقابل پر نہ خاندانی عزّت اور وجاہت کی پرواہ کی اور نہ ہی زمین اور جائیداد کے تلف ہونے کی پرواہ کی اور گویا اپنے ہاتھوں سے یہ سب کچھ قربان کر دیا لیکن خدا نے اس قربانی کو اس طرح قبول کیا اور عظمت و برکت دی کہ آج منارة المسیح کے عین نیچے وہ خدائے واحد و یگانہ کی عبادت گاہ کی صورت میں آباد ہے

آپؑ ہمیشہ راستی کا پہلو اختیار کرتے خواہ مقدمہ کو کس قدر نقصان پہنچ جاتا۔ غرض راستی کو بالکل ہاتھ سے نہ جانے دیتے (ایک روایت)

آپؑ نے ہمیشہ سچائی کو مقدم رکھا ہے اور جھوٹ کے قریب بھی نہیں گئے اور اس کے لیے آپؑ نے ہمیشہ اپنے ماننے والوں کو بھی تلقین فرمائی کہ ہمیشہ سچائی پر قائم رہو بلکہ شرائط بیعت میں بھی یہ لکھا ہوا ہے کہ ہم جھوٹ سے نفرت کریں گے اور سچائی پر قائم رہیں گے

ہمارا یہ فرض ہے کہ سچائی کے اس وصف کو اپنا خاص نشان بنالیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غلامِ صادق حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی سیرت سے ہر قیمت پر سچائی پر سختی سے عمل کرنے نیز اس حوالے سے مخالفین کو چیلنج کرنے کے بعض واقعات کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ یکم مئی 2026ء بمطابق یکم ہجرت 1405 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

آج سچائی پر ہر قیمت پر عمل کرنے اور اس پر سختی سے عمل اور اس حوالے سے مخالفین کو بھی چیلنج کرنے کے چند واقعات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کی زندگی اور سیرت کے بیان کروں گا۔

سب سے پہلے آپؑ کے ایک بہت بڑے مخالف محمد حسین بٹالوی صاحب جنہوں نے آپؑ پر کافر اور کذّاب ہونے کا الزام لگایا تھا ان کے اس الزام پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جو جواب تھا وہ پیش کروں گا۔ ایک ایسا کھلا واضح جواب اور چیلنج ہے کہ اگر کوئی انصاف کی نظر سے دیکھے تو ان الزامات پر کبھی یقین کر ہی نہیں سکتا۔ لیکن جب آنکھوں پر پٹی بندھی ہو تو پھر روشنی نظر نہیں آسکتی۔ یہی آجکل کے مولویوں کا بھی حال ہے۔

ایک مرتبہ محمد حسین بٹالوی صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو ایک خط لکھا اور اس میں آپؑ کو مخالفِ دینِ اسلام، کافر اور کذاب وغیرہ بیان کیا۔ نعوذ باللہ۔ آپ علیہ السلام نے مولوی صاحب کے اس خط کا تفصیلی جواب دیتے ہوئے لکھا کہ

’’اگر آپ طالبِ حق بن کر میری سوانح زندگی پر نظر ڈالیں تو آپ پر قطعی ثبوتوں سے یہ بات کھل سکتی ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ کذب کی ناپاکی سے مجھ کو محفوظ رکھتا رہا ہے یہاں تک کہ بعض وقت انگریزی عدالتوں میں میری جان اور عزت ایسے خطرہ میں پڑ گئی کہ بجز استعمال کذب اَور کوئی صلاح کسی وکیل نے مجھ کو نہ دی۔‘‘

سب نے یہی کہا کہ جھوٹ بولو گے تو تبھی کام بنے گا۔

’’لیکن اللہ جلّ شانہٗ کی توفیق سے مَیں سچ کے لیے اپنی جان اور عزّت سے دست بردار ہو گیا اور بسا اوقات مالی مقدمات میں محض سچ کے لیے میں نے بڑے بڑے نقصان اٹھائے اور بسا اوقات محض خدا تعالیٰ کے خوف سے اپنے والد اور اپنے بھائی کے برخلاف گواہی دی اور سچ کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔‘‘

آپؑ فرماتے ہیں کہ ’’اس گاؤں میں اور نیز بٹالہ میں‘‘ یعنی قادیان میں اور بٹالہ میں ’’بھی میری ایک عمر گذر گئی ہے مگر کون ثابت کرسکتا ہے کہ کبھی میرے منہ سے جھوٹ نکلا ہے۔ پھر جب میں نے محض للہ انسانوں پر جھوٹ بولنا ابتدا سے متروک رکھا اور بارہا اپنی جان اور مال کو صدق پر قربان کیا تو پھر میں خدا تعالیٰ پر کیوں جھوٹ بولتا......‘‘

بٹالوی صاحب نے اس خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ ’’جھوٹ بولنا اور دھوکہ دینا آپ کا ایسا وصف لازم بن گیا ہے کہ گویا وہ آپ کی سرشت کا ایک جزو ہے۔‘‘ نعوذ باللہ۔ جبکہ امر واقعہ یہ ہے کہ مولوی صاحب کا اپنا یہ واضح جھوٹ اور افترا تھا اور ایسا الزام تھا کہ جس کا کوئی ثبوت ان کے پاس نہیں تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام نے ان کا جواب دیتے ہوئے لکھا:

’’شیخ صاحب جو شخص متقی اور حلال زادہ ہو۔ اوّل تو وہ جرأت کر کے اپنے بھائی پر بے تحقیقِ کامل کسی فسق اور کفر کا الزام نہیں لگاتا اور اگر لگاوے تو پھر ایسا کامل ثبوت پیش کرتا ہے کہ گویا دیکھنے والوں کے لیے دن چڑھا دیتا ہے۔ پس اگر آپ ان دونوں صفتوں مذکورہ بالا سے متصف ہیں تو آپ کو اس خداوند قادر ذوالجلال کی قسم ہے جس

کی قَسم دینے پر حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی توجہ کے ساتھ جواب دیتے تھے کہ آپ حسب خیال اپنے یہ دونوں قسم کا خبث اس عاجز میں ثابت کر کے دکھلاویں یعنی اوّل یہ کہ میں مخالفِ دینِ اسلام اور کافر ہوں اور دوسرے یہ کہ میرا شیوہ جھوٹ بولنا ہے۔“ دو الزام لگاتے ہیں ناں کہ میں کافر ہوں مسلمان نہیں۔ ٹھیک ہے اس کو ثابت کریں۔ دوسرا الزام لگا رہے ہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔ اس کو ثابت کرو۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اپنی رؤیا میں صادق تر وہی ہوتا ہے جو اپنی باتوں میں صادق تر ہوتا ہے۔ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صادق کی یہ نشانی ٹھہرائی ہے کہ اس کی خوابوں پر سچ کا غلبہ ہوتا ہے اور ابھی آپ دعویٰ کر چکے ہیں کہ میں“ یعنی مولوی صاحب کہتے ہیں کہ میں ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہوں۔ پس اگر آپ نے یہ بات نفاق سے نہیں کہی اور آپ درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قول میں سچے ہیں تو آؤ ہم اور تم اس طریق سے ایک دوسرے کو آزمالیں کہ بموجب اس محک کے کون صادق ثابت ہوتا ہے اور کس کی سرشت میں جھوٹ ہے۔ اور ایسا ہی اللہ جل شانہ قرآن کریم میں فرماتا ہے لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا۔“ کہ ان کے لیے اس ورلی زندگی میں بھی خدا کی طرف سے بشارت پانے کا انعام مقرر ہے۔ ”یعنی یہ مومنوں کا ایک خاصہ ہے کہ بہ نسبت دوسروں کے ان کی خوابیں سچی نکلتی ہیں اور آپ ابھی دعویٰ کر چکے ہیں کہ میں قرآن پر بھی ایمان لاتا ہوں۔ بہت خوب آؤ قرآن کریم کے رو سے بھی آزمالیں کہ مومن ہونے کی نشانی کس میں ہے۔ یہ دونوں آزمائشیں یوں ہوسکتی ہیں کہ بٹالہ یا لاہور یا امرتسر میں ایک مجلس مقرر کر کے فریقین کے شواہدِ رؤیا“ یعنی فریقین کے خوابوں کے گواہ ”ان میں حاضر ہوجائیں اور پھر جو شخص ہم دونوں میں سے یقینی اور قطعی ثبوتوں کے ذریعہ سے اپنی خوابوں میں اصدق ثابت ہو اس کے مخالف کا نام کذّاب اور دجال اور کافر اور اکفر اور ملعون یا جو نام تجویز ہوں اسی وقت اس کو یہ تمغہ پہنایا جائے اور اگر آپ گزشتہ کے ثبوت سے عاجز ہوں تو میں قبول کرتا ہوں بلکہ چھ ماہ تک آپ کو رخصت دیتا ہوں کہ آپ چند اخباروں میں اپنی ایسی خوابیں درج کرا دیں جو امورِ غیبیہ پر مشتمل ہوں اور میں نہ صرف اسی پر کفایت کروں گا کہ گذشتہ کا آپ کو ثبوت دوں بلکہ آپ کے مقابل پر بھی انشاء اللہ القدیر اپنی خوابیں درج کراؤں گا۔ اور جیسا کہ آپ کا دعویٰ ہے کہ میں قرآن اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہوں یہی میرا دعویٰ ہے کہ میں بدل و جان اس پیارے نبی پر صلی اللہ علیہ وسلم اور اس پیاری کتاب قرآن کریم پر ایمان رکھتا ہوں۔ اب اس نشانی سے آزمایا جائے گا کہ اپنے دعویٰ میں سچا کون ہے اور جھوٹا کون ہے۔ اگر میں اس علامت کے رو سے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم نے قرار دی ہے مغلوب رہا تو پھر آپ سچے رہیں گے اور میں بقول آپ کے کافر، دجال، بے ایمان، شیطان، اور کذّاب اور مفتری ٹھہروں گا اور اس صورت میں آپ کے وہ تمام ظنون فاسدہ درست اور برحق ہوں گے۔“ جو آپ نے میرے پر گندی بدظنیاں کی ہوئی ہیں ان میں آپ سچے ہوں گے ”کہ گویا میں نے براہین احمدیہ میں فریب کیا اور لوگوں کا روپیہ کھایا اور دعا کی قبولیت کے وعدہ پر لوگوں کا مال خورد و برد کیا اور حرام خوری میں زندگی بسر کی لیکن اگر خدائے تعالیٰ کی اس عنایت نے جو مومنوں اور صادقوں اور راستبازوں کے شامل حال ہوتی ہے مجھ کو سچا کر دیا تو پھر آپ فرماویں کہ یہ سب نام اس وقت آپ کی مولویانہ شان کے سزاوار ٹھہریں گے یا اس وقت بھی کوئی کنارہ کشی کا راہ آپ کے لیے باقی رہے گا۔“ یہ چیلنج ہے۔ ”آپ نے مجھ کو بہت دکھ دیا اور ستایا۔ میں صبر کرتا گیا مگر آپ نے ذرّہ اس ذاتِ قدیر کا خوف نہ کیا جو آپ کی تہ سے واقف ہے۔ اس نے مجھے بطور پیشگوئی آپ کے حق میں اور پھر آپ کے ہم خیال لوگوں کے حق میں خبر دی کہ اِنِّیْ مُهِيْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ۔ یعنی میں اس کو خوار کروں گا جو تیرے خوار کرنے کی فکر میں ہے۔

سو یقیناً سمجھو کہ اب وہ وقت نزدیک ہے جو خدا تعالیٰ ان تمام بہتانات میں آپ کا دروغ گو ہونا ثابت کر دے گا اور جو بہتان تراش اور مفتری لوگوں کو ذلتیں اور ندامتیں پیش آتی ہیں ان تمام ذلتوں کی مار آپ پر ڈالے گا۔ آپ کا دعویٰ ہے کہ میں قرآن اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہوں۔“ یہ آپ دعویٰ کرتے ہیں مولوی صاحب۔ ”پس اگر آپ اس قول میں سچے ہیں تو آزمائش کے لیے میدان میں آویں تا خدا تعالیٰ ہمارا اور تمہارا خود فیصلہ کرے اور جو کاذب اور دجّال ہے روسیاہ ہوجائے اور میرے دل سے اس وقت حق کی تائید کے لیے ایک بات نکلتی ہے اور میں اس کو روک نہیں سکتا کیونکہ وہ میرے نفس سے نہیں بلکہ اِلقاءِ ربی ہے جو بڑے زور سے جوش مار رہا ہے اور وہ یہ ہے کہ جبکہ آپ نے مجھے کافر ٹھہرایا اور جھوٹ بولنا میری سرشت کا خاصہ قرار دیا تو اب آپ کو اللہ جل شانہ کی قسم ہے کہ حسب طریق مذکورہ بالا میرے مقابلہ پر فی الفور آجاؤ تا دیکھا جائے کہ قرآن کریم اور فرمودہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رو سے کون کاذب اور دجال اور کافر ثابت ہوتا ہے۔“

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 289 تا 295)

اسی تسلسل میں آپ علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ ”مع ھٰذا ایک اَور بات بھی ذریعہ آزمائش صادقین ہوجاتی ہے جس کو خدا تعالیٰ آپ ہی پیدا کرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ

کبھی انسان کسی ایسی بلا میں مبتلا ہوجاتا ہے کہ اس وقت بجز کذب کے اَور کوئی حیلہ رہائی اور کامیابی کا اس کو نظر نہیں آتا۔ تب اس وقت وہ آزمایا جاتا ہے کہ آیا اس کی سرشت میں صدق ہے یا کذب۔“

مولوی صاحب نے لکھا تھا ناں کہ آپ کی سرشت میں ہی جھوٹ ہے اور کذب ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ یہ تو آزمائش کے وقت پتہ لگتا ہے کہ سچ ہے یا جھوٹ ہے۔

”اور آیا اس نازک وقت میں اس کی زبان پر صدق جاری ہوتا ہے یا اپنی جان اور آبرو اور مال کا اندیشہ کر کے جھوٹ بولنے لگتا ہے۔ اس قسم کے نمونے اس عاجز کو کئی دفعہ پیش آئے ہیں جن کا مفصل بیان کرنا موجب تطویل ہے تاہم تین نمونے اس غرض سے پیش کرتا ہوں کہ اگر ان کے برابر بھی آپ کو کبھی آزمائش صدق کے موقع پیش آئے ہیں تو آپ کو اللہ جلّ شانہ کی قسم ہے کہ آپ ان کو معہ ثبوت ان کے ضرور شائع کریں تا معلوم ہو کہ آپ کا صرف دعویٰ نہیں بلکہ امتحان اور بلا کے شکنجہ میں بھی آکر آپ نے صدق نہیں توڑا۔“ کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ یہ دعویٰ کریں اور آئیں مقابلہ پہ۔ اپنی مثال میں آپ نے بعض باتیں بتائی ہیں۔ تین باتیں بطور مثال دوں گا۔ آپؑ نے فرمایا۔

نمبر ایک کہ ”ازانجملہ ایک یہ واقعہ ہے کہ میرے والد صاحب کے انتقال کے بعد مرزا اعظم بیگ صاحب لاہوری نے شرکاء ملکیت قادیان سے مجھ پر اور میرے بھائی مرحوم مرزا غلام قادر پر مقدمہ دخل ملکیت کا عدالت ضلع میں دائر کرا دیا اور میں بظاہر جانتا تھا کہ ان شرکاء کو ملکیت سے کچھ غرض نہیں کیونکہ وہ ایک گم گشتہ چیز تھی جو سکھوں کے وقت میں نابود ہوچکی تھی اور میرے والد صاحب نے تن تنہا مقدمات کر کے اس ملکیت اور دوسرے دیہات کے بازیافت کے لیے آٹھ ہزار کے قریب خرچ و خسارہ اٹھایا تھا جس میں وہ شرکاء ایک پیسہ کے بھی شریک نہیں تھے۔ سو ان مقدمات کے اثناء میں جب میں نے فتح کے لیے دعا کی تو یہ الہام ہوا کہ اُجِيْبُ كُلَّ دُعَائِكَ اِلَّا فِيْ شُرَكَائِكَ۔ یعنی میں تیری ہر یک دعا قبول کروں گا مگر شرکاء کے بارے میں نہیں۔“ یہ دعا جو تم کر رہے ہو یہ نہیں قبول ہوگی۔

”سو میں نے اس الہام کو پا کر اپنے بھائی اور تمام زن و مرد عزیزوں کو جمع کیا جو ان میں سے بعض اب تک زندہ ہیں اور کھول کر کہہ دیا کہ شرکاء کے ساتھ مقدمہ مت کرو یہ خلاف مرضی حق ہے۔“ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ ہم مقدمہ کریں ”مگر انہوں نے قبول نہ کیا اور آخر ناکام ہوئے لیکن میری طرف سے ہزارہا روپیہ کا نقصان اٹھانے کے لیے استقامت ظاہر ہوئی۔“ میں نے روپوں کا نقصان اٹھایا لیکن اسی بات پر ثابت قدم رہا۔ اللہ تعالیٰ نے روک لیا تھا اس لیے مقدمہ نہیں لڑا اور ”اس کے وہ سب جواب دشمن ہیں گواہ ہیں“ کہ میں نے یہ مقدمہ نہیں لڑا۔ ”چونکہ تمام کاروبار زمینداری میرے بھائی کے ہاتھ میں تھا اس لیے میں نے بار بار ان کو سمجھایا مگر انہوں نے نہ مانا اور آخر نقصان اٹھایا۔“ مقدمہ ہار گئے۔

دوسری مثال آپؑ نے یہ دی کہ ”...... تخمیناً پندرہ یا سولہ سال کا عرصہ گذرا ہوگا یا شاید اس سے کچھ زیادہ ہو کہ اِس عاجز نے اسلام کی تائید میں آریوں کے مقابل پر ایک عیسائی کے مطبع میں جس کا نام رلیا رام تھا اور وہ وکیل بھی تھا اور امرتسر میں رہتا تھا اور اس کا ایک اخبار بھی نکلتا تھا ایک مضمون بغرض طبع ہونے کے ایک پیکٹ کی صورت میں جس کی دونوں طرفیں کھلی تھیں بھیجا اور اس پیکٹ میں ایک خط بھی رکھ دیا۔ چونکہ خط میں ایسے الفاظ تھے جن میں اسلام کی تائید اور دوسرے مذاہب کے بطلان کی طرف اشارہ تھا اور مضمون کے چھاپ دینے کے لیے تاکید بھی تھی اس لیے وہ عیسائی مخالفت مذہب کی وجہ سے افروختہ ہوا اور اتفاقاً اس کو دشمنانہ حملہ کے لیے یہ موقع ملا کہ کسی علیحدہ خط کا پیکٹ میں رکھنا قانوناً ایک جرم تھا جس کی اس عاجز کو کچھ بھی اطلاع نہ تھی اور ایسے جرم کی سزا میں قوانینِ ڈاک کے رو سے پانسو روپیہ جرمانہ یا چھ ماہ تک قید ہے۔ سو اس نے مخبر بن کر افسران ڈاک سے اس عاجز پر مقدمہ دائر کرا دیا اور قبل اس کے جو مجھے اس مقدمہ کی کچھ اطلاع ہو رؤیا میں اللہ تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ رلیا رام وکیل نے ایک سانپ میرے کاٹنے کے لیے مجھ کو بھیجا ہے اور میں نے اسے مچھلی کی طرح تل کر واپس بھیج دیا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ آخر وہ مقدمہ جس طرز سے عدالت میں فیصلہ پایا وہ

## ارشاد باری تعالیٰ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ اور (اسکے) رسول سے خیانت نہ کرو ورنہ تم اس کے نتیجہ میں خود اپنی امانتوں سے خیانت کرنے لگو گے جبکہ تم (اس خیانت کو) جانتے ہو گے۔ (سورۃ الانفال: 28)

طالب دعا : مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

## ارشاد باری تعالیٰ

وَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ (سورۃ الانفال: 29)

ترجمہ: اور جان لو کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد محض ایک آزمائش ہیں اور یہ (بھی) کہ اللہ کے پاس ایک بہت بڑا اجر ہے

طالب دعا : محمد منیر احمد ولد مکرم غلام محمد سنوری صاحب مرحوم و افراد خاندان (صدر جماعت احمدیہ کامارڈی)

ایک ایسی نظیر ہے جو وکیلوں کے کام میں آسکتی ہے۔ غرض میں اس جرم میں صدر ضلع گورداسپورہ میں طلب کیا گیا اور جن جن وکلاء سے مقدمہ کے لیے مشورہ لیا گیا انہوں نے یہی مشورہ دیا کہ بجز دروغ گوئی کے'' سوائے جھوٹ بولنے کے'' اور کوئی راہ نہیں اور یہ صلاح دی کہ اس طرح اظہار دے دو کہ ہم نے پیکٹ میں خط نہیں ڈالا۔ رلیا رام نے خود ڈال دیا ہوگا اور نیز بطور تسلی دہی کے کہا کہ ایسا بیان کرنے سے شہادت پر فیصلہ ہو جائے گا اور دو چار جھوٹے گواہ دے کر بریت ہو جائے گی ورنہ صورت مقدمہ سخت مشکل ہے۔'' اور کوئی صورت نہیں بچنے کی۔'' اور کوئی طریق رہائی نہیں مگر میں نے ان سب کو جواب دیا کہ میں کسی حالت میں راستی کو چھوڑنا نہیں چاہتا۔ جو ہوگا سو ہوگا۔'' دیکھا جائے گا کیا ہوتا ہے۔ مَیں نے جھوٹ نہیں بولنا۔'' تب اسی دن یا دوسرے دن مجھے ایک انگریز کی عدالت میں پیش کیا گیا اور میرے مقابل پر ڈاک خانہ جات کا افسر بحیثیت سرکاری مدعی ہونے کے حاضر ہوا۔ اس وقت حاکم عدالت نے اپنے ہاتھ سے میرا اظہار لکھا اور سب سے پہلے مجھ سے یہی سوال کیا کہ کیا یہ خط تم نے اپنے پیکٹ میں رکھ دیا تھا اور یہ خط اور یہ پیکٹ تمہارا ہے۔ تب میں نے بلا توقف جواب دیا کہ یہ میرا ہی خط اور میرا ہی پیکٹ ہے اور میں نے اس خط کو پیکٹ کے اندر رکھ کر روانہ کیا تھا مگر میں نے گورنمنٹ کی نقصان رسانی محصول کے لیے بدنیتی سے یہ کام نہیں کیا۔'' حکومت کو نقصان پہنچانے کے لیے نہیں کیا تھا کہ ایک ٹکٹ کے پیسے بچالو'' بلکہ میں نے اس خط کو اس مضمون سے کچھ علیحدہ نہیں سمجھا اور نہ اس میں کوئی نج کی بات تھی۔'' اور کوئی ذاتی بات تو لکھی نہیں ہوئی تھی۔'' اس بات کو سنتے ہی خدا تعالیٰ نے اس انگریز کے دل کو میری طرف پھیر دیا'' وہ جج انگریز تھا'' اور میرے مقابل پر افسر ڈاک خانہ جات نے بہت شور مچایا اور لمبی لمبی تقریریں انگریزی میں کیں جن کو میں نہیں سمجھتا تھا مگر اس قدر میں سمجھتا تھا کہ ہر ایک تقریر کے بعد'' جو دلیلیں وہ دیتا تھا اس کے بعد'' زبان انگریزی میں وہ حاکم'' جج جو تھا وہ'' نو نو کر کے اس کی سب باتوں کو ردّ کر دیتا تھا۔ انجام کار جب وہ افسر مدعی اپنے تمام وجوہ پیش کر چکا اور اپنے تمام بخارات نکال چکا تو حاکم نے فیصلہ لکھنے کی طرف توجہ کی اور شاید سطر یا ڈیڑھ سطر لکھ کر مجھ کو کہا کہ اچھا آپ کے لیے رخصت۔ یہ سن کر میں عدالت کے کمرہ سے باہر ہوا اور اپنے محسن حقیقی کا شکر بجالایا'' یعنی اللہ تعالیٰ کا'' جس نے ایک افسر انگریز کے مقابل پر۔'' دوسرا مقابلے پہ جو مدعی تھا وہ انگریز تھا۔ مقدمہ لڑنے والا محکمہ کا ہی ایک افسر۔ ایک افسر انگریز کے مقابل پر'' مجھ کو ہی فتح بخشی اور میں خوب جانتا ہوں کہ اس وقت صدق کی برکت سے خدا تعالیٰ نے اس بلا سے مجھ کو نجات دی۔ میں نے اس سے پہلے یہ خواب بھی دیکھی تھی کہ ایک شخص نے میری ٹوپی اتارنے کے لیے ہاتھ مارا۔ میں نے کہا کیا کرنے لگا ہے تب اس نے ٹوپی کو میرے سر پر ہی رہنے دیا اور کہا کہ خیر ہے خیر ہے۔''

پھر تیسری مثال آپؑ دیتے ہیں کہ'' از انجملہ ایک نمونہ یہ ہے کہ میرے بیٹے سلطان احمد نے ایک ہندو پر بدیں بنیاد نالش کی کہ اس نے ہماری زمین پر مکان بنا لیا ہے اور مسماری مکان کا دعویٰ تھا'' کہ اس کو گرا دیا جائے۔'' اور ترتیب مقدمہ میں ایک امر خلاف واقعہ تھا جس کے ثبوت سے وہ مقدمہ ڈسمس ہونے کے لائق ٹھہرتا تھا اور مقدمہ کے ڈسمس ہونے کی حالت میں نہ صرف سلطان احمد کو بلکہ مجھ کو بھی نقصان تلف ملکیت اٹھانا پڑتا تھا۔ تب فریق مخالف نے موقعہ پا کر میری گواہی لکھا دی۔'' انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے ان کو گواہ بنا دیتے ہیں ہم۔ جو یہ کہیں گے ہم مان لیں گے۔'' اور میں بٹالہ میں گیا اور بابو فتح الدین سب پوسٹ ماسٹر کے مکان پر جو تحصیل بٹالہ کے پاس ہے جا ٹھہرا۔ اور مقدمہ ایک ہندو منصف کے پاس تھا جس کا اب نام یاد نہیں رہا مگر ایک پاؤں سے وہ لنگڑا بھی تھا اس وقت سلطان احمد کا وکیل میرے پاس آیا کہ اب وقت پیشی مقدمہ ہے آپ کیا اظہار دیں گے۔ میں نے کہا کہ وہ اظہار دوں گا جو واقعی امر اور سچ ہے۔ تب اس نے کہا کہ پھر آپ کے کچہری جانے کی کیا ضرورت ہے میں جاتا ہوں۔'' مقدمہ لڑنے کی ضرورت ہی کوئی نہیں پھر۔ تو آپ سچ بولیں گے تو یہ مقدمہ ختم ہو جائے گا۔ کہتے ہیں میں واپس جاتا ہوں'' تا مقدمہ سے دستبردار ہو جاؤں۔ سو وہ مقدمہ میں نے اپنے ہاتھوں سے محض رعایتِ صدق کی وجہ سے آپ خراب کیا اور راست گوئی کو ابتغاءً لمرضات اللہ مقدم رکھ کر مالی نقصان کو ہیچ سمجھا۔''

اللہ تعالیٰ کی رضا کو چاہا میں نے۔

'' یہ آخری دو نمونے بھی بے ثبوت نہیں۔ پہلے واقعہ کا گواہ شیخ علی احمد وکیل گورداسپور اور سردار محمد حیات خان صاحب سی ایس آئی ہیں اور نیز مثل مقدمہ دفتر گورداسپورہ میں موجود ہوگی۔ اور دوسرے واقعہ کا گواہ بابو فتح الدین اور خود وکیل جس کا اس وقت مجھ کو نام یاد نہیں اور نیز وہ منصف جس کا ذکر کر چکا ہوں جواب شاید لدھیانہ میں بدل گیا ہے۔ غالباً اس مقدمہ کو سات برس کے قریب گذرا ہوگا۔ ہاں یاد آیا اس مقدمہ کا ایک گواہ نبی بخش پٹواری بٹالہ بھی ہے۔

اب اے حضرت شیخ صاحب۔'' یعنی مولوی صاحب کو مخاطب کر کے آپؑ فرماتے ہیں کہ'' اگر آپ کے پاس بھی اس درجہ ابتلا کی کوئی نظیر ہو جس میں آپ کی جان اور آبرو اور مال راست گوئی کی حالت میں برباد ہوتا آپ کو دکھائی دیا ہو اور آپ نے سچ کو نہ چھوڑا ہو اور مال اور جان کی کچھ پرواہ نہ کی ہو تو للہ وہ واقعہ اپنا معہ اس کے کامل ثبوت کے پیش کیجئے ورنہ میرا تو یہ اعتقاد ہے کہ اس زمانہ کے اکثر مُلّا اور مولویوں کی باتیں ہی باتیں ہیں۔ ورنہ ایک پیسہ پر ایمان بیچنے کو طیار ہیں کیونکہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ کے مولویوں کو بدترین خلائق بیان فرمایا ہے اور آپ کے مجدّد صاحب نواب صدیق حسن خان مرحوم حجج الکرامہ میں تسلیم کر چکے ہیں کہ وہ آخری زمانہ یہی زمانہ ہے۔ سو ایسے مولویوں کا زہد و تقویٰ بغیر ثبوت قبول کرنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ کی تکذیب لازم آتی ہے۔ سو آپ نظیر پیش کریں اور اگر پیش نہ کر سکیں تو ثابت ہوگا کہ آپ کے پاس صرف راست گوئی کا دعویٰ ہے مگر کوئی دعویٰ بے امتحان قبول کے لائق نہیں۔ اندرونی حال آپ کا خدا تعالیٰ کو معلوم ہوگا کہ آپ کبھی کذب اور افترا کی نجاست سے ملوث ہوئے یا نہیں۔'' یہ تو میں نہیں جانتا۔ اللہ کو معلوم ہوگا۔ غیب کا علم تو وہی جانتا ہے۔'' یا ان کو معلوم ہوگا جو آپ کے حالات سے واقف ہوں گے۔ جو شخص ابتلا کے وقت صادق نکلتا ہے اور سچ کو نہیں چھوڑتا۔ اس کے صدق پر مہر لگ جاتی ہے اگر یہ مہر آپ کے پاس ہے تو پیش کریں ورنہ خدا تعالیٰ سے ڈریں ایسا نہ ہو کہ وہ آپ کی پردہ دری کرے۔''

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 296 تا 301)

جو مقدمہ کا جو ذکر ہوا تھا مرزا سلطان احمد صاحب نے مسماری مکان کا جو دعویٰ کیا تھا اس کی تفصیل میں بھی لکھا ہے کہ ایک ہندو ڈپٹی شنکر داس ریاست جموں میں سرکاری عہدے پر فائز رہا تھا۔ قادیان میں اس نے مسجد اقصیٰ کی شرقی جانب ایک افتادہ زمین پر قبضہ کیا اور مکان بنا لیا جہاں بعد میں صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر بنے۔ مرزا سلطان احمد صاحب نے دعویٰ کیا تھا اور مسماری مکان کا دعویٰ تھا مگر ترتیب مقدمہ میں ایک امر خلاف واقعہ تھا جس کے ثبوت میں وہ مقدمہ ڈسمس (dismiss) ہوتا تھا اور نہ صرف مرزا سلطان احمد صاحب کو بلکہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی نقصان پہنچتا تھا کیونکہ حقوق مالکانہ اس زمین کے جاتے تھے۔ فریق مخالف یعنی شنکر داس کی مملوکہ زمین نہ تھی لیکن قبضہ بہرحال اس کا تھا۔ مالک تو وہ نہیں تھا لیکن اس نے زمین پر قبضہ کر لیا تھا۔ اور قانونی یا مخالفانہ یہ لوگ اسی کا فائدہ اٹھانا چاہتے تھے اور انہوں نے حضرت اقدس علیہ السلام کو شہادت کے لیے طلب کروایا کیونکہ باوجود سخت مخالف ہونے کے وہ جانتے تھے کہ حضرت مرزا صاحب جھوٹ نہیں بولیں گے اور وہ عدالت میں بیان دے دیں گے کہ قبضہ فریق مخالف کا ہی ہے اور عرصہ ہوا قبضہ ہوئے ہوئے۔ اور یہی ہوا کہ جب صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب کو معلوم ہوا کہ مخالف فریق نے حضرت اقدس علیہ السلام کی گواہی طلب کروائی ہے تو مرزا سلطان احمد صاحب بھی جانتے تھے کہ حضورؑ کبھی جھوٹ نہیں بولیں گے اس لیے انہوں نے مقدمہ ہی واپس لے لیا۔

(ماخوذ از حیات احمد جلد 2 حصہ اول صفحہ 102-103 وجلد 3 صفحہ 91، اصحاب احمد جلد 6 صفحہ 42 حاشیہ)

بہرحال اس بلند و بالا حویلی نما مکان کی بھی تاریخ یہ ہے کہ یہ ڈپٹی شنکر داس کی حویلی کہلاتی تھی جو انتہائی متعصب اور مخالف تھا جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ اس کے اس بلند و بالا مکان سے حضرت اقدسؑ کے گھروں کی بے پردگی بھی ہوتی تھی۔ یہ بھی ایک وجہ تھی اس کا مقدمہ لڑنے کی۔ اور اس کی مخالفت کا یہ عالم تھا کہ نمازی جب نماز کے لیے مسجد اقصیٰ کو جاتے تو یہ ڈپٹی اپنے گھر کے دروازے کے سامنے بیٹھ کر ان آنے جانے والوں کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ طرح طرح سے دکھ اور ایذا دہی کے طریق اختیار کرتا تھا۔ اس کے دکھوں کے ستائے ہوئے جب اپنے آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس شکایت لے کر پہنچتے تو آپؑ بڑے عزم اور جلال کے ساتھ ان کو حوصلہ دیتے اور فرماتے کہ صبر کرو۔ شاہی کیمپ کے سامنے کوئی نہیں ٹھہر سکتا۔ اس نے اپنا ایک اڈہ لگایا ہوا ہے لیکن ہمارا کیمپ بھی شاہی کیمپ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کیمپ ہے۔ اس کے سامنے کوئی نہیں ٹھہرے گا۔ اور پھر دیکھنے والوں نے دیکھا بھی اور سننے والوں نے سنا بھی کہ اس کا (ڈپٹی صاحب کا) ہنستا بستا گھر اجڑنے لگا۔

آخر کار وہ بھی وہاں سے بیمار ہو کے یا کسی اَور طرح چلا گیا اور یہ مکان حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ نے خرید لیا اور 1932ء میں اس مکان میں صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اس کا افتتاح بھی

### ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تم میں سے امام الصلوٰۃ سے پہلے سر اُٹھا لیتا ہے وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کے سر کی طرح بنا دے۔

(مسلم کتاب الصلوٰۃ باب النھی عن سبق الامام برکوع)

طالبِ دُعا : نورالہدیٰ اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ سملیہ، صوبہ جھارکھنڈ)

### ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ابوقتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بعض اوقات مَیں نماز پڑھانے کیلئے کھڑا ہوتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ لمبی نماز پڑھاؤں لیکن جب میں کسی بچّے کا رونا سنتا ہوں تو اپنی نماز مختصر کر دیتا ہوں اس ڈر سے کہ کہیں اس کی ماں کو گھبراہٹ نہ ہو۔ (بخاری کتاب الصّلوٰۃ باب اخف الصلوٰۃ عند بکاء الصّبیّ)

طالبِ دُعا : نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (صوبہ کرناٹک)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اور بہرحال خدا کی یہ قدرت ہے کہ وہ شخص جو کل بڑی رعونت سے اپنے گھر کے سامنے سے مسجد کی طرف جانے والے کسی نمازی کو گزرنے بھی نہیں دیتا تھا آج خدا کی تقدیر نے اس کے نام و نشان کو مٹاتے ہوئے اس سارے گھر کو، اس علاقے کو مسجد بنا دیا۔ مسجد اقصیٰ کا وہ حصہ ہے۔

(تاریخ احمدیت جلد 2 صفحہ 215 و جلد 5 صفحہ 298-299، حیات احمد جلد 5 حصہ دوم صفحہ 230-الفضل قادیان نمبر 130 جلد 19 مؤرخہ 3 مئی 1932ء صفحہ 5 کالم 1-2، مجدد اعظم حصہ اول صفحہ 38 حاشیہ)

حضرت اقدس علیہ السلام کی راستبازی اور سچائی پر مبنی اس گواہی کی کیسی عظیم الشان برکت ہے کہ سچ کو نہیں چھوڑا اور اس کے مقابل پر نہ خاندانی عزّت اور وجاہت کی پرواہ کی اور نہ ہی زمین اور جائیداد کے تلف ہونے کی پرواہ کی اور گویا اپنے ہاتھوں سے یہ سب کچھ قربان کر دیا لیکن خدا نے اس قربانی کو اس طرح قبول کیا اور عظمت و برکت دی کہ آج منارۃ المسیح کے عین نیچے وہ خدائے واحد و یگانہ کی عبادت گاہ کی صورت میں آباد ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان وکیل صاحب کے بارے میں جو اس مقدمہ کی پیروی کر رہے تھے بیان کرتے ہیں کہ ’’اس زمانہ میں اکثر مقدمات میں آپ کی طرف سے شیخ علی احمد صاحب وکیل گورداسپوری پیروی کیا کرتے تھے اور آپ کی پاکیزہ زندگی کو دیکھ کر دعویٰ کے بعد بھی گو وہ احمدی نہ تھے آپ پر بہت حسن ظن رکھتے تھے۔ انہوں نے آپ سے کہا کہ اَور کوئی گواہ تو ہے نہیں پھر وہ خط اسی مضمون کے متعلق ہے‘‘ جو پہلا ڈاک والا مقدمہ تھا ’’اور اسے اشتہار کا حصہ ہی کہا جا سکتا ہے۔‘‘ ڈاک والے مقدمہ کی تفصیل حضرت مصلح موعودؓ بیان کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں اشتہار کا حصہ ہی کہا جا سکتا ہے ’’اس لیے آپ بغیر جھوٹ کا ارتکاب کیے کہہ سکتے ہیں کہ میں نے تو اشتہار ہی بھیجا تھا خط کوئی نہیں بھیجا۔ مگر آپ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ یہ نہیں ہو سکتا۔‘‘ سچائی کی جو باریکی ہے اس کے خلاف ہے کہ میں نے اس میں خط ڈالا تھا جو گو مضمون کا حصہ تھا لیکن وہ خط بھی تھا۔ اس لیے میں تو کہوں گا کہ خط ڈالا تھا۔ ’’جو بات میں نے کی ہے اس کا انکار کس طرح کر سکتا ہوں۔ چنانچہ جب آپ پیش ہوئے اور عدالت نے دریافت کیا کہ آپ نے کوئی خط مضمون میں ڈالا تھا تو آپ نے فرمایا ہاں۔ اس راستبازی کا دوسروں پر تو اثر ہونا تھا ہی، خود عدالت پر ہی اس قدر اثر ہوا کہ اس نے آپ کو بری کر دیا اور کہا کہ ایک اصطلاحی جرم کے لیے ایسے راستباز آدمی کو سزا نہیں دی جا سکتی۔‘‘

(خطبات محمود جلد 17 صفحہ 543)

ڈاک والے اسی مقدمہ کے وکیل کا ذکر کرتے ہوئے حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ لکھتے ہیں۔ مجھے شیخ علی احمد صاحب وکیل نے خود بتایا۔ اب یہ وکیل کا اپنا بیان ہے جو شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ کو انہوں نے دیا اور اس مقدمہ کے واقعات سناتے ہوئے بتایا۔ انہوں نے کہا کہ یہ مقدمہ آخری دفعہ مقام دینہ نگر میں پیش ہوا تھا اور میں نے ہر چند چاہا کہ مرزا صاحب انکار کر دیں کہ یہ خط اس میں نہیں رکھا تھا۔ میرے نزدیک اس کا کوئی ثبوت نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ خط اسی پیکٹ میں سے برآمد ہوا اور اس کے متعلق شہادت قوی نہ تھی بوجہ اختلاف مذہب خود لالہ رلیا رام کی شہادت قابل پذیرائی نہ تھی۔ میں جس قدر اصرار کرتا تھا اسی قدر مرزا صاحب انکار کرتے تھے۔ میں نے ان کو ہر چند ڈرایا کہ نتیجہ اچھا نہیں ہوگا اور خواہ نخواہ ایک معزز خاندان پر فوجداری مقدمہ میں سزا پانے کا آپ پر داغ لگ جائے گا۔ اب تو آپ کے خلاف جا رہا ہے سب کچھ۔ مگر وکیل صاحب کہتے ہیں حضرت مسیح موعودؑ نے میری بات نہیں مانی اور میں نے یہ سمجھ کر کہ میری پیروی میں مقدمہ ہارا گیا تو بڑی بدنامی خاندان کی طرف سے ہوگی اس لیے حضرت مرزا صاحب کے انکار نہ کرنے کے اصرار سے فائدہ اٹھا کر جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اس کا انکار نہیں کروں گا تو وکیل صاحب کہتے ہیں کہ پھر میں نے اس سے فائدہ اٹھا کر کہا کہ اگر آپ میری بات نہیں مانتے تو میں پیروی نہیں کرتا۔ پھر میں آپ کی وکالت نہیں کر سکتا۔ میرا خیال یہ تھا کہ مقدمہ میں سزا ہوگی اور الزام ان پر رہ جائے گا کہ وکیل کے مشورے کے خلاف عمل کرنے سے ایسا ہوا۔ یہ وکیل صاحب کو بھی یقین تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سزا ہو جانی ہے اور اگر سزا ہو جائے گی تو پھر لوگ کہیں گے کہ یہ وکیل کیسا تھا جو صحیح طرح کیس پیش نہیں کر سکا۔ میں نے کہا ٹھیک ہے پھر میں پیش ہی نہیں ہوتا۔ کہتے ہیں میں اپنی بدنامی کے ڈر سے اس طرح ناراضگی کا اظہار کر کے پیش نہ ہوا اور میری غیر حاضری میں مقدمہ پیش ہو گیا۔ لیکن وکیل صاحب خود کہتے ہیں کہ میری حیرت کی حد نہیں رہی۔ جب مقدمہ خارج ہو گیا۔ کہتے ہیں پھر مجھے افسوس ہوا کہ میں مفت میں کامیابی کا حقدار ہوتا مگر اب وقت گزر گیا تھا۔

شیخ علی احمد صاحب اس واقعہ کو بیان کرتے وقت حضرت صاحب کی مستقل مزاجی اور راستبازی کی بے حد تعریف کرتے تھے۔ ان کے تعلقات اس خاندان سے مرتے دم تک رہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام عام طور پر ہر مقدمے میں ان سے مشورے لینا پسند فرمایا کرتے تھے اور ان کا احترام کرتے تھے۔

(ماخوذ از حیات احمد جلد 1 حصہ سوم صفحہ 363-364)

انہی مختلف مقدمات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت شیخ نور احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ

’’میرے والد صاحب اور تایا صاحب ذکر کیا کرتے تھے کہ ہمارا گاؤں مرزا صاحب کی تعلقہ داری میں تھا۔

کچھ عرصہ حضور اپنے والد صاحب کے مختار رہے اور ہمارے ساتھ بھی کئی پیشیوں میں عدالت میں جانا ہوا۔

آپؑ ہمیشہ راستی کا پہلو اختیار کرتے خواہ مقدمہ کو کس قدر نقصان پہنچ جاتا۔ غرض راستی کو بالکل ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔‘‘

جھوٹ کو قریب بھی نہیں آنے دیتے تھے۔

(سیرت احمد از قدرت اللہ سنوری صاحبؓ صفحہ 63)

حضرت میاں اللہ یار صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ جب حضرت اقدسؑ کی عمر پچیس تیس برس کی تھی۔ آپؑ کے والد بزرگوار کا اپنے موروثیوں سے درخت کاٹنے پر ایک تنازع ہو گیا۔ آپؑ کے والد بزرگوار کا نظریہ یہ تھا کہ زمین کے مالک ہونے کی حیثیت سے درخت بھی ہماری ملکیت ہیں۔ اس لیے انہوں نے موروثیوں پر دعویٰ کر دیا اور حضورؑ کو مقدمہ کی پیروی کے لیے گورداسپور بھیجا۔ آپؑ کے ہمراہ دو گواہ بھی تھے۔ حضرت اقدسؑ جب نہر سے گزر کر پتھنا نوالہ گاؤں پہنچے تو راستے میں ذرا ستانے کے لیے بیٹھ گئے اور ساتھیوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ابا جان یونہی زبردستی کرتے ہیں۔ درخت بھی تو کھیتی کی طرح ہوتے ہیں۔ یہ غریب لوگ ہیں۔ اگر کاٹ لیا تو کیا حرج ہے۔ بہرحال میں تو عدالت میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ مطلقاً یہ ہمارے ہی ہیں۔ ہاں ہمارا حصہ ہو سکتا ہے۔ موروثیوں کو بھی آپ پر بیحد اعتماد تھا۔ چنانچہ جب مجسٹریٹ نے موروثیوں سے اصل معاملہ پوچھا جو ان کے کام کرنے والے جدی پشتی ہاری چلے آ رہے تھے تو انہوں نے بلا تامّل جواب دیا کہ خود مرزا صاحب سے دریافت کر لیں۔ یعنی جو زمین لینے والے ہاری یا مزارع تھے انہوں نے کہا کہ ان سے، مرزا صاحب سے خود ہی پوچھ لیں ہماری گواہی کیا لینی ہے ہمیں پتہ ہے کہ یہ جھوٹ نہیں بولیں گے۔ چنانچہ مجسٹریٹ نے حضورؑ سے پوچھا۔ حضورؑ نے فرمایا کہ میرے نزدیک درخت کھیتی کی طرح ہیں۔ جس طرح کھیتی میں ہمارا حصہ ہے ویسا ہی درخت میں بھی ہے۔ چنانچہ آپؑ کے اس بیان پر مجسٹریٹ نے موروثیوں کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ اس کے بعد جب حضورؑ واپس قادیان تشریف لائے تو حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب نے آپؑ کے ساتھ جانے والوں میں سے ایک ساتھی سے پوچھا کہ کیا فیصلہ ہوا ہے؟ اس نے کہا میں تو باہر تھا مرزا صاحب اندر گئے تھے ان سے معلوم ہوگا۔ اس پر حضرت صاحبؑ کو بلایا گیا۔ حضورؑ نے سارا واقعہ بلا کم و کاست بیان کر دیا جسے سن کر آپؑ کے والد بزرگوار سخت برہم ہوئے۔ بڑے ناراض ہوئے آپؑ پر۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 72-73 و 78)

بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کے حوالے سے یہ چند واقعات میں نے پیش کیے ہیں۔ ایک ہی واقعہ بڑا لمبا چلا ہے جس میں ایک غلط قسم کے مولوی کے آپؑ پر الزام کی آپؑ نے تفصیل بیان کی ہے۔ بہرحال آپؑ نے ہمیشہ سچائی کو مقدم رکھا ہے اور جھوٹ کے قریب بھی نہیں گئے اور اس کے لیے آپؑ نے ہمیشہ اپنے ماننے والوں کو بھی تلقین فرمائی کہ سچائی پر ہمیشہ قائم رہو بلکہ شرائط بیعت میں بھی یہ لکھا ہوا ہے کہ ہم جھوٹ سے نفرت کریں گے اور سچائی پر قائم رہیں گے۔

(ماخوذ از مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 206۔ ایڈیشن 2019ء)

پس ہمارا یہ فرض ہے کہ سچائی کے اس وصف کو اپنا خاص نشان بنا لیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۲۲ مئی ۲۰۲۶ء، صفحہ ۲ تا ۶)

⁂

**سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:**

خدا کی راہ میں سختی کا برداشت کرنا، مصائب اور مشکلات کے جھیلنے کے لئے ہمہ تن تیار ہو جانا ایمانی تحریک سے ہی ہوتا ہے۔ ایمان ایک قوت ہے جو سچی شجاعت اور ہمت انسان کو عطا کرتا ہے۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 40 ایڈیشن 2018)

طالب دعا: سید جہانگیر علی صاحب مرحوم اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ فلک نما، حیدر آباد، صوبہ تلنگانہ)

**سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:**

جو لوگ معاصی میں ڈوب کر دعا کی قبولیت سے مایوس رہتے ہیں اور توبہ کی طرف رجوع نہیں کرتے آخر وہ انبیاء اور ان کی تاثیرات کے منکر ہو جاتے ہیں

(ملفوظات، جلد اول صفحہ 4، مطبوعہ 2018 قادیان)

طالب دعا: میر موسیٰ حسین ولد مکرم جے میر عطاء الرحمن صاحب امیر جماعت احمدیہ شموگہ (کرناٹک)

# خطبہ عید الاضحیٰ

عید کا حقیقی حق اس وقت ادا ہوتا ہے جب ہم اپنے نفس کی قربانیاں دینے والے ہوں اور اپنی اصلاح کرنے والے ہوں، اپنی عبادتوں کا حق ادا کرنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کا حق اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا حق ادا کرنے والے ہوں

آج کل جماعت احمدیہ کو تو پاکستان میں قربانی سے روکا جاتا ہے اور ہمیشہ کئی سالوں سے یہ ہو رہا ہے کہ ہمیں قربانی نہیں کرنے دی جاتی۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اصل چیز تو تقویٰ ہے۔ اگر ہمیں قربانی نہیں بھی کرنے دی جاتی تو اللہ تعالیٰ ہماری نیتوں کو جانتا ہے کہ ہم کس نیت سے قربانی کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ہماری نیتیں تقویٰ پر چلتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے، اس سے سبق حاصل کرتے ہوئے قربانی کرنے کی تھیں تو قربانی نہ کرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ ہماری قربانیاں قبول کرنے والا ہے

آج کل اگر ہمارے یہ حالات ہیں کہ ہر طرف سے سختیاں کی جا رہی ہیں تو اگر ہم پاکستان میں مثلاً عبادتوں کی طرف توجہ دیں۔ بعض جگہ ہمیں نمازیں پڑھنے سے بھی روکا جاتا ہے۔ مسجدوں میں آنے سے بھی روکا جاتا ہے تو اکٹھے ہو کر گھروں میں یا کسی جگہ جہاں ایسی سختیاں نہیں ہیں وہاں ہم نمازیں ادا کر سکتے ہیں اور جب ہم اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑائیں گے تو یقیناً ہم دشمن سے نجات حاصل کرنے والے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کا فضل حاصل کرنے والے ہوں گے

یہ عہد کریں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے ہیں اور اپنی عبادتوں کے معیار وہاں تک لے کے جانے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ کے حضور وہ اس طرح پیش ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے عرش کے پائے بھی ہلنے لگ جائیں اور اس طرح چلائیں اور گڑگڑائیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں اور گڑگڑاہٹوں اور چلاہٹوں کو سن لے اور ایسا فضل ہم پر نازل فرمائے کہ جس کی کوئی مثال نہ ہو اور دشمن کی خاک اڑا کے رکھ دے

ہمیں کوشش یہ کرنی چاہیے کہ ان قربانی کے دنوں میں اپنی عبادت کے معیاروں کو بڑھائیں۔ اگر ہمارے لیے جانوروں کی قربانی کرنے کی اجازت نہیں ہے یا ہمارے لیے بعض جگہ اکٹھے ہو کر عید ادا کرنے پر روکیں پیدا کی جا رہی ہیں تو اس کے لیے ہم جہاں جہاں جتنی جتنی تعداد میں اکٹھے ہو کر گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی عبادت کا حق ادا کر سکتے ہیں وہ ادا کرنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہیے

پاکستان کے احمدیوں کو اس بات کو خاص طور پر یاد رکھنا چاہیے کہ ہم نے اپنی عبادتوں کے معیار اس حد تک بڑھانے ہیں کہ جس سے اللہ تعالیٰ سے حقیقی محبت کا اظہار ہو اور اللہ تعالیٰ کے حقیقی خوف کا اظہار ہو اور جب یہ ہوگا تو پھر ہی قربانی کے اعلیٰ معیار بھی قائم ہوں گے اور اگر ہمیں ایک جگہ قربانی سے روکا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے قربانی کرنے کے دوسرے ذرائع بھی دیے ہوئے ہیں

پاکستان میں تو یہ پابندیاں ہیں لیکن دنیا میں جو اور لوگ رہتے ہیں ان کو بھی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا اظہار اس طرح کریں کہ اللہ تعالیٰ کے دین کا پیغام اپنے حلقے میں پہنچائیں۔ اپنے وقت کی قربانی بھی کریں اور تبلیغ کریں

آج کل کے حالات میں تو خاص طور پر احمدیوں کو تمام رنجشیں ختم کر کے ایک حسین معاشرہ بنانے کی کوشش کرنی چاہیے تا کہ مخالفین کسی بھی طرح ہماری صفوں کو توڑنے والے نہ بن سکیں

**مَیں تمام خطبہ سننے والوں کو، یہاں بیٹھے ہوؤں کو عید مبارک بھی دیتا ہوں**

## خطبہ عید الاضحی سیّدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 6/جون 2025ء

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗ اَسْلِمُوْا وَ بَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ﴿۳۵﴾ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ الصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَا اَصَابَهُمْ وَ الْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَ الْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَ الْمُعْتَرَّ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۳۷﴾ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَ لَا دِمَآؤُهَا وَ لٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۸﴾ (الحج: 35 تا 38)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے ہر امّت کے لیے قربانی کا طریقہ مقرر کیا ہے تا کہ وہ اللہ کا نام اس پر پڑھیں جو اس نے انہیں مویشی چوپائے عطا کیے ہیں۔ پس تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ پس اسی کے لیے فرمانبردار ہو جاؤ۔ اور عاجزی کرنے والوں کو بشارت دے دے۔ ان لوگوں کو کہ جب اللہ کا ذکر بلند کیا جاتا ہے تو ان کے دل مرعوب ہو جاتے ہیں اور جو اس تکلیف پر جو انہیں پہنچی ہو صبر کرنے والے ہیں اور نماز کو قائم کرنے والے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اور قربانی کے اونٹ جنہیں ہم نے تمہارے لیے شعائر اللہ میں شامل کر دیا ہے ان میں تمہارے لیے بھلائی ہے۔ پس ان پر قطار میں کھڑا کر کے اللہ کا نام پڑھو۔ پس جب (ذبح کرنے کے بعد) ان کے پہلو زمین سے لگ جائیں تو ان میں سے کھاؤ اور قناعت کرنے والوں کو بھی کھلاؤ اور سوال کرنے والوں کو بھی۔ اسی طرح ہم نے انہیں تمہاری خدمت پر لگا رکھا ہے تا کہ تم شکر کرو۔ ہرگز اللہ تک نہ ان کے گوشت پہنچیں گے اور نہ ان کے خون لیکن تمہارا تقویٰ اس تک پہنچے گا۔ اِسی طرح اس نے تمہارے لیے انہیں مسخّر کر دیا ہے تا کہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو اس بنا پر کہ جو اس نے تمہیں ہدایت کی۔ اور احسان کرنے والوں کو خوشخبری دے دے۔

اس مضمون میں ہمیں یہ سمجھایا گیا ہے کہ قربانی کا مطلب صرف یہ نہیں کہ تم دوسروں کی قربانی لو جیسا کہ عیدالاضحیٰ پر جانوروں کی قربانی کی جاتی ہے بلکہ تمہیں یہ بتانے کے لیے جانوروں کی قربانی دی جاتی ہے کہ اعلیٰ چیز کے لیے ادنیٰ چیز قربان کی جاتی ہے اور تمہیں بھی اپنے پیدا کرنے والے کے لیے، مالکِ کُل کے لیے قربانی کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ تب سمجھا جا سکتا ہے کہ تم نے اس مفہوم کو سمجھ لیا۔ تو پھر تمہارے پیش نظر ہمیشہ یہ رہنا چاہیے کہ تمہارا ایک معبود ہے، ایک خدا ہے جس کی تم عبادت کرتے ہو اور تمہاری اس پر ہمیشہ نظر رہنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ جو احکامات ہمیں دیتا ہے ان پر ہمیں عمل کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس پر عمل کرو اور یہی صحیح طریقہ ہے جس پر چل کر تم قربانی کے اعلیٰ معیار حاصل کر سکتے ہو۔ جس طرح جانور تمہارے لیے اپنی قربانی پیش

کرتے ہیں۔ اپنی گردنیں تمہاری چھری کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔ تم بھی اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے اس کے احکامات بجالانے کے لیے ہر قسم کی قربانی کے لیے تیار رہو تبھی تم اس کی رضا حاصل کرنے والے ہو سکتے ہو۔ ورنہ یہ گوشت جو تم کھاتے ہو اور جانور ذبح کرنے والے بڑے فخر سے ایک دوسرے کو کھلاتے بھی ہیں یا یہ خون جو تم جانوروں کی گردنیں کاٹ کر بہا رہے ہو تمہارے کسی کام بھی نہیں آسکتے۔ اللہ تعالیٰ کو ان چیزوں سے قطعاً کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ اللہ تو تمہارے سے تقویٰ پر چلنے کی امید رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے سے یہ چاہتا ہے کہ میری خشیت، میرا خوف تمہارے دل میں رہے اور تم ہر وقت اس بات کے لیے کوشاں رہو کہ میں کس طرح اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کر کے اس کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کروں۔

پس اللہ کی عبادت، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو قائم کرنا اور اپنے ایمانوں کو ترقی دینا یہ بنیادی باتیں ہمیں ہمیشہ یاد رکھنی چاہئیں۔

آج کل جماعت احمدیہ کو تو پاکستان میں قربانی سے روکا جاتا ہے اور ہمیشہ کئی سالوں سے یہ ہو رہا ہے کہ ہمیں قربانی نہیں کرنے دی جاتی۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اصل چیز تو تقویٰ ہے۔ اگر ہمیں قربانی نہیں بھی کرنے دی جاتی تو اللہ تعالیٰ ہماری نیتوں کو جانتا ہے کہ ہم کس نیت سے قربانی کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ہماری نیتیں تقویٰ پر چلتے ہوئے، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے، اس سے سبق حاصل کرتے ہوئے قربانی کرنے کی تھیں تو قربانی نہ کرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ ہماری قربانیاں قبول کرنے والا ہے۔

یہ لوگ جو دکھاوے کی قربانیاں کر رہے ہیں، بڑے بڑے جانور، لاکھوں روپے کے جانور خرید کر یہ اعلان کرتے پھرتے ہیں کہ ہم نے اتنے لاکھ کی قربانی کی ہے، یہ قربانی تقویٰ سے عاری قربانی ہے۔ کیا یہ لوگ خدا تعالیٰ کے حکم پر عمل کر رہے ہیں؟ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ لوگوں کے حقوق کو پامال کرو؟ کیا اللہ تعالیٰ یہ کہتا ہے کہ ظلم کرو اور اپنے ظلم سے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے سے روکو؟ اللہ تعالیٰ نے تو یہ کہیں نہیں کہا۔

اللہ تعالیٰ نے تو ہر اس شخص کو جس نے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا یہ کہہ دیا کہ وہ مسلمان ہے۔ کلمہ گو ہے اور تم اس کے ساتھ پیار، رحم اور شفقت کا سلوک کرو لیکن یہ لوگ آج کل پاکستان میں احمدیوں کے ساتھ جو کر رہے ہیں یہ تو سراسر تقویٰ سے دور لے جانے والی باتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے خوف سے دور ہٹی ہوئی باتیں ہیں اور صاف صاف ظلم ہے اور یقیناً یہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں آنے والے لوگ ہیں لیکن ہمارے لیے بہرحال ضروری ہے کہ ہم اس بات کو سمجھیں کہ یہ جو قربانیاں ہیں، جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ ہمیں تقویٰ عطا کرنے کے لیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے کے لیے ہیں اور اسی کی ہمیں کوشش کرنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے ہمیں حتّی الوسع اس کی فرمانبرداری کرنی چاہیے۔ اگر ہم یہ کریں گے تو ہماری عید پر اگر عید کی قربانیاں نہیں بھی ہو رہیں تب بھی اللہ تعالیٰ جو ہماری نیتوں کا اور ہمارے دلوں کا حال جانتا ہے وہ ہماری قربانیوں کو قبول فرمائے گا اور ہمیں عید کی برکات سے مستفیض فرمائے گا اور پھر ہمیں اس کا اجر بھی عطا فرمائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو فرما دیا ہے کہ مجھے تمہارے خون اور گوشت نہیں پہنچتے بلکہ مجھے تقویٰ پہنچتا ہے۔

پس ہمیں اس بات پر عمل کرنا چاہیے اور ہمیں ان احکامات پہ عمل کرنا چاہیے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو ہمیں احکامات دیتے ہوئے واضح طور پر فرما دیا کہ تمہاری پیدائش کا مقصد عبادت اور بندگی ہے اور یہ کب حاصل ہوتا ہے۔ جب حقوق اللہ کی ادائیگی ہو۔ جب حقوق العباد کی ادائیگی ہو۔

اب حقوق اللہ کی ادائیگی کیا ہے؟ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ نماز کو قائم کرنے والے بنو۔ ہمیں پانچ وقت کی نمازوں کا حکم ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کوشش کر کے پانچ وقت ان نمازوں کو ادا کرو اور پھر یہی نہیں کہ پانچ نمازیں ہیں جیسے تیسے کر کے پڑھ لیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ مسجد میں آ کے باجماعت نمازیں ادا کرو۔

آج کل اگر ہمارے یہ حالات ہیں کہ ہر طرف سے سختیاں کی جا رہی ہیں تو اگر ہم پاکستان میں مثلاً عبادتوں کی طرف توجہ دیں۔ بعض جگہ ہمیں نمازیں پڑھنے سے بھی روکا جاتا ہے۔ مسجدوں میں آنے سے بھی روکا جاتا ہے تو اکٹھے ہو کر گھروں میں یا کسی جگہ جہاں ایسی سختیاں نہیں ہیں وہاں ہم نمازیں ادا کر سکتے ہیں اور جب ہم اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑائیں گے تو یقیناً ہم دشمن سے نجات حاصل کرنے والے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کا فضل حاصل کرنے والے ہوں گے۔

پس سب سے بڑی بات تو یہی ہے کہ قربانی کے دنوں میں جو ہم سے قربانی لی جا رہی ہے، اس قربانی کا حق ادا کرنے کے لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی عبادت کے حق ادا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور میں ایسے حاضر ہوں، اس طرح تڑپیں جس طرح ایک ذبح ہونے والا جانور تڑپ رہا ہوتا ہے اور اس سے رو رو کر دعائیں مانگیں اور اللہ تعالیٰ کا فضل حاصل کرنے کی کوشش کریں اور اس کے لیے بے چین ہو کر اس کے آگے تڑپیں۔

تبھی وہ ہماری دعائیں بھی سنے گا اور ان شاء اللہ تعالیٰ ہم ان ظالموں سے نجات بھی حاصل کرنے والے ہوں گے۔

پاکستان میں رہنے والے احمدیوں کو خاص طور پر اس طرف توجہ دینی چاہیے کیونکہ جس کو تکلیف ہو وہ زیادہ تڑپ کر اپنے لیے دعا کر سکتا ہے۔

بہرحال سب سے پہلی بات یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کے لیے ہمیں اپنی نمازوں کی طرف توجہ دینی چاہیے اور اگر ہم اس طرف توجہ دیں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بن جائیں گے۔ ان شاء اللہ۔ نمازیں ہم نے اپنے گلے سے اتارنے کے لیے نہیں پڑھنیں بلکہ ان کا حق ادا کرتے ہوئے پڑھنی ہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا باجماعت نماز پڑھنے کی کوشش کرنی چاہیے اور سنوار سنوار کر نماز پڑھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر ہم یہ کر رہے ہوں گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے ایسے فضل ہوں گے کہ دشمن ہماری راہ میں جو روکیں حائل کر رہے ہیں یہ برائے نام سی روکیں ہیں یہ کبھی حائل نہیں ہوں گی اور ہوا میں اڑ جائیں گی۔

پس آج یہ عہد کریں کہ ہم نے اپنی عبادت کے معیار بلند کرنے ہیں اور اُن معیاروں تک لے جانا ہے جو اللہ تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے۔

اسی طرح آج یورپ میں اور بہت سارے ملکوں میں جہاں ہم عید پڑھ رہے ہیں۔ وہ بھی اس طرف خاص توجہ کریں۔ بعض جگہ عید کل ہوگی۔ پاکستان میں بھی کل ہے۔ پاکستان میں تو ہمیں عید پڑھنے کی اجازت بھی شاید نہیں ملے گی۔ یہاں آپ آزاد ہیں۔ ہم آزادی سے عید پڑھ رہے ہیں۔ بہت سارے ملکوں میں پڑھ رہے ہیں۔ لیکن پاکستان میں انتظامیہ کی طرف سے پابندیاں لگا دی جائیں گی اور بعض جگہ لگا دی گئی ہیں۔

لیکن ہم نے اس کی پرواہ نہیں کرنی یعنی اس وجہ سے اپنے دلوں میں مایوسی نہیں پیدا کرنی کہ پابندیاں لگ گئی ہیں۔

اپنے گھروں میں بے شک عید پڑھ لیں لیکن یہ عہد کریں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے ہیں اور اپنی عبادتوں کے معیار وہاں تک لے کے جانے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ کے حضور وہ اس طرح پیش ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے عرش کے پائے بھی ہلنے لگ جائیں۔ اور اس طرح چلّائیں اور گڑگڑائیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں اور گڑگڑاہٹوں اور چلّاہٹوں کو سن لے اور ایسا فضل ہم پر نازل فرمائے کہ جس کی کوئی مثال نہ ہو اور دشمن کی خاک اڑا کے رکھ دے۔

اگر ہم اس طرح عبادت کرنے والے ہوں گے تو پھر یقیناً آپ دیکھیں گے کہ یہ جو عارضی روکیں ہماری راہ میں حائل کی جا رہی ہیں۔ مخالف کی جو دشمنیاں قدم قدم پر ہمارے سامنے ہیں جن کا ہمیں سامنا کرنا پڑ رہا ہے اللہ تعالیٰ ان کی خاک اڑا دے گا۔

پس نماز کا حق ادا کرنے کے لیے، عبادت کا حق ادا کرنے کے لیے ہمیں پوری طرح کوشش کرنی چاہیے۔ اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ عبادت کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ انسان اللہ تعالیٰ سے ڈرے جو ڈرنے کا حق ہے۔ خدا تعالیٰ کا خوف انسان کو پاکیزگی کے چشمے کی طرف لے جاتا ہے اور اس کی روح گداز ہو کر الوہیت کی طرف بہتی ہے اور عبودیت کا حقیقی رنگ اس میں پیدا ہو جاتا ہے۔

پس یہ چیز ہے۔ عبادت ایسی ہو جو ہمیں اللہ تعالیٰ کے خوف سے پاکیزگی کے چشمے کی طرف لے کر جائے اور ہماری روح پگھل جائے اور ہم عبودیت کا حق ادا کرنے والے ہوں، دعاؤں کا حق ادا کرنے والے ہوں، بندگی کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ اور فرمایا کہ دوسرا حصہ عبادت کا یہ ہے کہ انسان خدا سے محبت کرے جو محبت کرنے کا حق ہے۔ اس لیے فرمایا ہے وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ اور دنیا کی ساری محبتوں کو غیر فانی اور آنی سمجھ کر حقیقی محبوب اللہ تعالیٰ ہی کو قرار دیا جائے۔

اب یہ دیکھ لیں کہ ہم میں کس حد تک یہ صورتحال ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے لیے خالص محبت کرتے ہوئے اس کے آگے جھکتے ہیں، گڑگڑاتے ہیں اور ہم نے ہر دوسری محبت کو پرے پھینکا ہوا ہے۔

فرمایا کہ یہ دو حق ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنی نسبت انسان سے مانگتا ہے۔ یوں تو ہر قسم کی عبادت اپنے اندر ایک رنگ رکھتی ہے مگر ان دونوں قسم کے حقوق کے ادا کرنے کے لیے اسلام نے عبادت کی دو مخصوص صورتیں مقرر کی ہوئی ہیں۔ فرمایا کہ خوف اور محبت دو ایسی چیزیں ہیں کہ بظاہر ان کا جمع ہونا بھی محال نظر آتا ہے۔ بڑا مشکل ہے۔ عجیب بات ہے کہ خوف بھی ہو اور محبت بھی ہو۔ یہ بڑی عجیب چیز نظر آتی ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ بہت محال نظر آتا ہے کہ ایک شخص جس سے خوف کرے اس سے محبت کیونکر کر سکتا ہے۔ جس کا خوف ہو اس سے محبت کس طرح ہو سکتی ہے؟ مگر اللہ تعالیٰ کا خوف اور محبت ایک الگ رنگ رکھتی ہے۔

جس قدر ایک انسان خدا کے خوف میں ترقی کرے گا اسی قدر محبت زیادہ ہوتی جاوے گی اور جس قدر محبت الٰہی میں ترقی کرے گا اسی قدر خدا تعالیٰ کا خوف غالب ہو کر بدیوں اور برائیوں سے نفرت دلا کر پاکیزگی کی طرف لے جائے گا۔

پس اللہ تعالیٰ سے یہ خوف اس لیے ہے اور اس کی روح یہ ہے کہ بدیوں اور برائیوں سے دور لے جائے اور اس کا نتیجہ کیا نکلے گا کہ پھر اللہ تعالیٰ سے محبت بڑھے گی اَور زیادہ محبت بڑھے گی۔ جب محبت بڑھے گی تو پھر خوف پیدا ہوگا۔ خوف پیدا ہوگا تو پھر محبت بڑھے گی۔ یہ آپس میں ایک دوسرے سے تعلق رکھتے ہیں۔ دونوں آپس میں لازم ملزوم ہیں۔ پس فرمایا کہ اسلام نے ان دونوں حقوق کو پورا کرنے کے لیے ایک صورت نماز کی رکھی ہے جس میں خدا کے خوف کا پہلو رکھا ہے اور محبت کی حالت کے اظہار کے لیے حج رکھا ہے۔ آج کل لوگ حج بھی کر

رہے ہیں بہت سارے لوگ حج پر گئے ہوئے ہیں۔ حج کے دن ہیں اور یہ حج کے دن یہ محبت کے اظہار کے دن ہیں۔ اسلام کی یہی دو تعلیمیں ہیں لیکن بعض جگہ ہمیں حج پر جانے سے بھی روکا جاتا ہے لیکن بعض احمدی پھر بھی حج پر چلے جاتے ہیں۔ وہ اس محبت کے اظہار سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور وہ لوگ محبت کا اظہار کر رہے ہیں۔ لیکن نماز ہم عبادت کے لیے پڑھتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں پیدا کرنے کے لیے پڑھتے ہیں تا کہ ہماری اس سے محبت بڑھے اور جب محبت کی انتہا ہو جاتی ہے تو اس محبت کے اظہار کے لیے اللہ تعالیٰ نے کہا کہ پھر تم حج پر جاؤ اور اس کے لیے حج رکھا ہے۔ جن کو توفیق ہے وہ حج کرتے ہیں۔

فرمایا کہ خوف کے جس قدر ارکان ہیں وہ نماز کے ارکان سے بخوبی واضح ہیں کہ کس قدر تذلل اور اقرارِ عبودیت اس میں موجود ہے اور حج میں محبت کے سارے ارکان پائے جاتے ہیں۔

بعض وقت شدت محبت میں کپڑے کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ عشق بھی ایک جنون ہوتا ہے۔ کپڑوں کو سنبھال کے رکھنا یہ عشق میں نہیں رہتا کہ آدمی صرف اپنے کپڑوں کو دیکھتا رہے۔ آپ نے ایک مثال دی کہ ایک عورت تھی وہ کسی کی عاشق ہو گئی تو اس کے عشق میں کپڑے پھاڑ دیتی تھی۔ تو فرمایا کہ یہ تو دنیاداروں کی مثال ہے۔ تمہیں تو اللہ تعالیٰ سے بہت بڑھ کر محبت کرنی چاہیے۔ فرمایا کہ یہ جو ساری باتیں ہیں یہ حج میں موجود ہیں۔ محبت کے اظہار کے لیے اس میں سر منڈایا جاتا ہے۔ اس میں دوڑتے بھی ہیں۔ محبت کا بوسہ رہ گیا وہ بھی ہے۔ خود حجر اسود کو بوسہ دیا جاتا ہے جو خدا تعالیٰ کی ساری شریعتوں میں تصویری زبان میں چلا آیا ہے۔ پھر قربانی میں بھی کمال عشق دکھلایا ہے۔ قربانی کرنی ہے۔ یہ بھی عشق کا کمال ہے۔ پھر اس کے بعد جانوروں کی قربانی کی جاتی ہے۔ یہ بھی عشق کی انتہا ہے۔ آپؑ نے فرمایا۔ اسلام نے پورے طور پر ان حقوق کی تکمیل کی تعلیم دی۔ نادان ہے وہ شخص جو اپنی نابینائی سے اعتراض کرتا ہے۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 3 صفحہ 96-97 ایڈیشن 2022ء)

پس محبت کے اظہار کے لیے حج کیا جاتا ہے اور محبت کے اظہار کے لیے قربانی کی جاتی ہے۔ پس اگر ہم یہ چیزیں سامنے رکھیں گے تو پھر ہماری محبت کا اظہار ہو گا اور جہاں ہمارے لیے روکیں پیدا کی جاتی ہیں وہاں پھر ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ ہمارے لیے آسانیاں بھی پیدا کرے گا۔ وہ تو ہمارے دلوں کا حال جانتا ہے، ہماری محبت کے جذبات کو جانتا ہے، ہماری عبادتوں کے معیاروں کو جانتا ہے۔ اور اگر مخالفین کی طرف سے ہمیں عبادتوں سے روکنے کی وجہ سے روکیں ہیں تو ان عبادتوں کا ثواب بھی ہمیں عطا فرمائے گا جن کے کرنے سے ہمیں روکا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو بڑا دینے والا ہے۔ پس اگر ہم عبادت کا حق ادا کر لیں گے، نمازوں کو سنوار کر پڑھیں گے، محبت کا اظہار پوری طرح کریں گے، ہمارے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہو گا اور اللہ تعالیٰ کی خاطر ہی خوف پیدا ہو گا۔ اس کی محبت حاصل کرنے کے لیے خوف پیدا ہو گا تو پھر اللہ تعالیٰ اس خوف کو محبت میں بدل دے گا اور اس کی وجہ سے پھر جب ہم اس کے قریب ہونے کی کوشش کریں گے تو اللہ تعالیٰ یہ حالات بھی ان شاء اللہ بدل دے گا اور دشمن کی ہر کوشش کو ناکام و نامراد کر دے گا۔

ان کی کوشش تو یہی ہے کہ احمدی اپنے ایمان سے دور ہو جائیں۔ یہ اس میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ جو مضبوط احمدی ہے وہ بہر حال مضبوط ہے۔ جس کے دل میں ایمان ہے وہ کبھی ان لوگوں کی سختیوں سے اور ظلموں سے پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔

پس ہمیں کوشش یہ کرنی چاہیے کہ ان قربانی کے دنوں میں اپنی عبادت کے معیاروں کو بڑھائیں۔ اگر ہمارے لیے جانوروں کی قربانی کرنے کی اجازت نہیں ہے یا ہمارے لیے بعض جگہ اکٹھے ہو کر عید ادا کرنے پر روکیں پیدا کی جارہی ہیں تو اس کے لیے ہم جہاں جہاں جتنی جتنی تعداد میں اکٹھے ہو کر گڑگڑا کر اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی عبادت کا حق ادا کر سکتے ہیں وہ ادا کرنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہیے۔

پاکستان میں رہنے والے بہت سارے ایسے بھی ہیں جن کے عزیز رشتہ دار باہر ہیں۔ پاکستان میں اگر قربانیاں نہیں کر سکتے تو ان کے ذریعے سے وہ باہر افریقہ کے ملکوں میں بھی اور دوسرے غریب ملکوں میں بھی قربانیاں کروا سکتے ہیں۔ پس اس بات کو پاکستان کے احمدیوں کو خاص طور پر یاد رکھنا چاہیے کہ ہم نے اپنی عبادتوں کے معیار اس حد تک بڑھانے ہیں کہ جس سے اللہ تعالیٰ سے حقیقی محبت کا اظہار ہو اور اللہ تعالیٰ کے حقیقی خوف کا اظہار ہو اور جب یہ ہو گا تو پھر ہی قربانی کے اعلیٰ معیار بھی قائم ہوں گے اور اگر ہمیں ایک جگہ قربانی سے روکا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے قربانی کرنے کے دوسرے ذرائع بھی دیے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے غریبوں کا خیال رکھو۔ کھانا جو کھلانا ہے تو صرف مانگنے والے اور بھوکے اور غیر بھوکے کو کھلانے کا حکم نہیں ہے۔ صرف کھانے کی ہی بات نہیں ہے بلکہ ان کی ضروریات کو بھی پورا کرنا ہے۔ ہم دین کی اشاعت کے لیے قربانی کر سکتے ہیں۔ ایسے وسائل استعمال کر سکتے ہیں جہاں غریبوں کی مدد کریں۔ ان کے لیے کھانے کا سامان مہیا کریں۔ ان کے حقوق ادا کرنے کے لیے قربانی کر سکتے ہیں اور جماعت میں تو ایسی مدّات بھی جاری ہیں جن میں قربانی کر کے اللہ تعالیٰ ہمیں اس کا بہترین اجر بھی عطا فرماتا ہے۔ اس کے علاوہ جیسا کہ میں نے کہا ظاہری طور پر بھی بہت سارے لوگ ایسے ہیں جو اپنے عزیزوں کے ذریعے سے باہر قربانیاں کروا سکتے ہیں۔ بہت سارے لوگ اپنے تجربات بھی لکھتے ہیں کہ کس طرح انہوں نے مختلف جگہوں پہ قربانیاں کیں۔ جماعت کی خاطر صرف بکروں کی قربانیاں نہیں بلکہ چندوں کی، مال کی قربانیاں بھی کیں کہ فلاں فلاں چندے ہم نے دیے اور کس قربانی سے دیے اور اس کو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان دنوں میں یہ قربانی تو رکھی ہے جس کا حج کے ساتھ تعلق ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے قربانی کے اَور مواقع بھی پیدا کر دیے ہوئے ہیں۔ اگر ہمیں ایک جگہ سے روکا جاتا ہے تو ہمیں دوسری جگہ ان مواقع سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔

پاکستان میں تو یہ پابندیاں ہیں لیکن جو لوگ اَور دنیا میں رہتے ہیں ان کو بھی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا اظہار اس طرح کریں کہ اللہ تعالیٰ کے دین کا پیغام اپنے حلقے میں پہنچائیں۔ اپنے وقت کی قربانی بھی کریں اور تبلیغ کریں۔ اگر ایک جگہ روک پیدا کی جارہی ہے تو دنیا کے دوسرے ممالک میں جہاں یہ روک نہیں ہے وہاں ہمارے ہر احمدی کو تبلیغ کے میدان میں آگے بڑھنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے اس محبت کا اظہار کرنا چاہیے جس کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں ارشاد فرمایا ہے اور اس کا خوف رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس محبت کے اظہار کی حقیقت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کے فیض سے فیض اٹھانے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

آج کل تو دنیا تباہی کے گڑھے کے دہانے پہ کھڑی ہے اور کسی وقت بھی خوفناک جنگ کی تباہی کے حالات پیدا ہو سکتے ہیں۔ پس اس حالت میں ہمیں دنیا کو بہت زیادہ بتانے کی ضرورت ہے اور دنیا کو سمجھانے کی ضرورت ہے کہ دنیا کی بقا اسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف آؤ اور یہ بھی ہمارا ایک فرض ہے اور یہ بھی قربانی کا ایک تقاضا ہے جس کو ہمیں سمجھنا چاہیے۔ ان دنوں میں صرف بکروں کی قربانی یا جانوروں کی قربانی ہی قربانی نہیں ہے بلکہ یہ بھی قربانی ہے کہ اپنے وقت کو قربان کریں، اپنے مال کو قربان کریں اور دین کی اشاعت کے لیے جہاں اللہ تعالیٰ نے مواقع مہیا فرمائے ہوئے ہیں وہاں دین کی اشاعت کے لیے بھرپور کوشش کریں۔

پھر یہ بھی قربانی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن باتوں سے روکا ہے ان سے رک جائیں۔

مثلاً ایسی مجالس جن میں بیٹھنے سے اخلاق خراب ہوتے ہیں یا ان کے خراب ہونے کا خطرہ ہے ان میں بیٹھنے سے بچنا چاہیے۔ اس میں غلط قسم کی فلمیں بھی آجاتی ہیں۔ آج کل تو ٹی وی پہ بھی، نیٹ پہ بھی، سوشل میڈیا پہ بھی بے شمار ایسے پروگرام ہیں جن سے بچنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہیے۔ لیکن بدقسمتی سے بعض جگہ ہمارے بعض نوجوان بھی اس میں ملوث ہیں بلکہ بعض بڑی عمر کے لوگ بھی ملوث ہوتے ہیں جن کے گھر والے پھر شکایتیں کرتے ہیں۔ اس چیز کو نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے۔ دنیا میں پڑے ہوئے ہیں۔

پس اگر یہ باتیں ہیں تو پھر ہمیں عید قربان منانے کا کوئی حق نہیں ہے کیونکہ ہم تو صرف دنیاوی لذّات کے لیے عید منا رہے ہیں جبکہ عید قربان تو قربانی کی روح کو قائم کرنے کے لیے منائی جاتی ہے۔ اس روح کو پیدا کرنے کے لیے منائی جاتی ہے جس کا اظہار حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا، حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے کیا، حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کیا۔

پس اس بات کو ہمیں سامنے رکھنا چاہیے اور جب یہ ہو گا تو تب ہی ہماری حقیقی قربانی ہو گی اور آج کل کی دنیا میں رہتے ہوئے بظاہر یہ بہت مشکل نظر آتا ہے۔ بعض دفعہ بعض دنیاوی لالچیں ہیں، بعض دنیاوی دلچسپیاں ہیں، دنیاوی طور پر بعض ایسی باتیں ہیں جن کی طرف انسان کھچا چلا جاتا ہے اور اس کی وجہ سے انسان کی خواہشات بڑھتی چلی جارہی ہیں تو ان خواہشات کو قربان کرنا، غلط کاموں سے بچنا یہ بھی ایک قربانی ہے اور یہ بکروں کی قربانی سے زیادہ بڑی قربانی ہے۔

پاکستان میں جو احمدی ہیں یا دنیا میں اَور جگہ جہاں احمدی ہیں وہ اگر قربانی نہیں کر سکتے تو اپنی نیکیوں کی طرف بڑھنے کی کوشش کریں اور اپنی خواہشات کو قربان کرنے کی کوشش کریں تو اس کا بھی ان کو ثواب ملے گا اور اللہ تعالیٰ قبول کرنے والا ہے۔

پھر حقوق اللہ کے بعد دوسری اہم بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کی محبت کے علاوہ، اللہ تعالیٰ کی خاطر قربانی کرنے کے علاوہ حقوق العباد ادا کرنا۔ بندوں کے حقوق ادا کرنا۔

بندوں کے حقوق ادا کرنے میں بہت ساری چیزیں آجاتی ہیں جس میں ماں باپ کے بھی حق ہیں، بہن بھائیوں کے بھی حق ہے، میاں بیوی کے بھی حق ہیں، ساس سسر کے بھی حق ہیں، بچوں کے بھی حق ہیں، ہمسایوں کے بھی حق ہیں، دوستوں کے بھی حق ہیں، محلے داروں کے بھی حق ہیں۔ غرض کہ بے شمار حقوق ہیں۔ بیواؤں کے حق ہیں، بوڑھوں کے حق ہیں، بلکہ اسلام نے دشمنوں کے بھی حقوق رکھے ہیں۔ آج کل تو یہ دشمنی میں بڑھے ہوئے ہیں۔ اندھے ہوئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم اسلام کی خاطر یہ کر رہے ہیں۔ ان کو پتہ نہیں کہ اسلام کی تعلیم کیا ہے۔ اگر یہ ہمیں دشمن سمجھتے ہیں تب بھی اسلام نے حقوق رکھے ہیں۔ اسلام نے غلاموں اور لونڈیوں کے بھی حقوق رکھے ہیں بلکہ غیر مسلموں کے بھی حقوق رکھے ہیں۔ ایک طرف کہتے ہیں مسلمان نہیں ہیں۔ چلو! مسلمان نہیں ہیں تب بھی اللہ تعالیٰ نے تو غیر مسلم کے بھی حقوق رکھے ہیں وہ بھی یہ ادا نہیں کر رہے اور کہتے اپنے آپ کو بہت بڑا مسلمان ہیں۔ اب پاکستان میں تو ہمیں غیر مسلم کہہ کے ہمارے ہر قسم کے حقوق چھینے جا رہے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے اور اسلام میں جو تعلیم اللہ تعالیٰ نے دی ہے اور جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تلقین فرمائی

ہے اور عمل کر کے دکھایا ہے۔ اپنے نمونے سے جو قائم فرمایا ہے وہ تو یہ ہے کہ غیر مسلموں کے بھی حقوق ادا کرو۔ پھر اَور بہت سارے حقوق ہیں۔ یتیموں کے حق ہیں، محتاجوں کے حق ہیں۔ اَور بے شمار حقوق ہیں۔ لیکن جب ہم عام مسلمانوں کو دیکھتے ہیں تو یہ لوگ تمام قسم کے حقوق کو توڑنے والے ہیں۔ ان کو غصب کرنے والے ہیں۔ اور ان کا حق نہیں ادا کر رہے۔ اگر ہم بھی اسی طرح بن گئے تو ہمارے اور ان میں کیا فرق رہ جائے گا۔ پس ہر احمدی کو خاص طور پر ان حقوق کے ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

اگر صرف ہم اس بات پر پریشان ہو جائیں گے کہ ہم پاکستان میں یا بعض اَور جگہوں پہ قربانی نہیں کر سکتے یا ہمیں پوری طرح عبادت کا حق ادا کرنے کا موقع نہیں مل رہا۔ ہمیں مسجدوں میں باجماعت نمازوں سے روکا جاتا ہے تو یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ اگر ہم حقوق العباد کو ادا کر رہے ہیں تو یہ حقوق العباد ہی ہیں جو بعض دفعہ عبادت کا بھی رنگ اختیار کر لیتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کے ہاں ثواب کا مستحق بنا دیتے ہیں۔ پس اس طرف ہمیں توجہ دینی چاہیے، اس کے بارے میں ہمیں سوچنا چاہیے اور اس کے لیے ہمیں کوشش بھی کرنی چاہیے۔

اسی طرح ہمیں ہر جگہ اپنی وفا کے معیاروں کو بڑھانا چاہیے۔ ہمارا اللہ تعالیٰ سے وفا کا معیار بڑھنا چاہیے۔ پھر آپس میں حقوق ادا کرتے ہوئے ایک دوسرے سے وفا کا معیار بھی بڑھانا ہوگا۔ مومن تو بھائی بھائی ہیں اور ایک کی تکلیف سے دوسرے کو تکلیف پہنچتی ہے۔ ہمیں اپنی بیعت کے حق ادا کرنے کے لیے اپنی بیعت کے وفا کے معیار کو بڑھانا ہوگا۔

حقوق کے ادا کرنے کے بارے میں ایک حدیث میں آتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رحمت اور محبت کا معاملہ کرنا چاہیے۔ ایک دوسرے کے ساتھ لطف و نرم خوئی میں تم مومنوں کو ایک جسم کی طرح پاؤ گے۔ جب اس کا کوئی حصہ بھی تکلیف میں ہوتا ہے تو سارا جسم تکلیف میں ہوتا ہے ایسا کہ نیند اڑ جاتی ہے اور جسم بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب تراحم المومنین……حدیث نمبر 6529)

پس آپس میں ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کے لیے یہ وہ معیار ہے جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مومنوں کو خاص طور پر تلقین فرمائی ہے۔ پس اس طرف توجہ دینی چاہیے۔ اگر اس طرح کرو گے تو تب ہی تم لوگ وہ مقام حاصل کر سکتے ہو جو اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والا مقام ہے۔ ہم اپنا جائزہ خود ہی لے سکتے ہیں کہ کس حد تک ہم اس پر عمل کر رہے ہیں۔ صرف ایک ہی بات سے اللہ تعالیٰ تم سے راضی نہیں ہوتا کہ تم نے بکرے کی قربانی کر دی بلکہ اللہ تعالیٰ تو مختلف قسم کے حقوق کی ادائیگی سے بھی راضی ہوتا ہے بلکہ اس کی تلقین فرمائی ہے۔ اگر ہم اس کی کوشش کریں گے تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنتے چلے جائیں گے۔

اسی طرح ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے یہ آپؐ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے وہ بات پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب من الایمان ان یحب لاخیہ حدیث نمبر 13)

اب دوسرے کے لیے پسند کرنے کا یہ کام بھی بغیر قربانی کے نہیں ہو سکتا۔

اگر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا جذبہ ہو تبھی یہ کام ہو سکتا ہے۔ انصار میں تو یہ جذبہ اور یہ تعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس حد تک تھا کہ انہوں نے مہاجرین کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر دیا اور ان کا یہ فعل اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند آیا کہ قرآن کریم میں بھی اس کا ذکر فرما دیا اور ان کی قربانی کو ایسا قبول کیا کہ تا قیامت وہ دنیا کے لیے ایک نمونہ بن گئے۔

اسی طرح حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک ایمان نہ لے آؤ اور تم اس وقت تک ایمان نہیں لا سکتے جب تک ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ ایمان کو ایک دوسرے سے محبت کے ساتھ ملایا۔ فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتاؤں کہ اگر تم وہ کر لو تو آپس میں محبت کرنے لگو گے اور وہ یہ ہے کہ آپس میں سلام کو رواج دو۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان انہ لا یدخل الجنۃ الا المومنون……حدیث نمبر 194)

پس اس میں بتا دیا ہے کہ آپس میں محبت اور سلام کے رواج کو بھی اللہ تعالیٰ نے جنت میں جانے کے لیے ایک راستہ بنایا ہے۔

اگر یہ بات ہم سمجھ لیں تو پھر ہی ہم حقیقی مومن ہو سکتے ہیں۔ اب جو سلام کرنے والے ہیں وہ دوسروں سے لڑائی تو نہیں کریں گے۔ سلام تو سلامتی کا پیغام ہے۔ جب یہ ہوگا تو ایک محبت اور پیار کی فضا قائم ہوگی۔ اور جب یہ ہوگا تو پھر ہم اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکتے ہیں اور جیسا کہ میں نے کہا یہ بات بھی بغیر قربانی کے نہیں ہو سکتی۔ اگر ہم احمدی اس بات کو سمجھ لیں تو کبھی کسی کی حق تلفی کرنے والے نہ ہوں بلکہ قربانی کر کے حق ادا کرنے والے ہوں اور اس کے نتیجے میں نہ صرف اخروی جنت کو حاصل کرنے والے ہوں بلکہ اس دنیا میں بھی جنت نظیر معاشرہ بنانے والے ہوں گے۔ اور آج کل کے حالات میں تو خاص طور پر احمدیوں کو تمام رنجشیں ختم کر کے ایک حسین معاشرہ بنانے کی کوشش کرنی چاہیے تا کہ مخالفین کسی بھی طرح ہماری صفوں کو توڑنے والے نہ بن سکیں۔

پس اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے کے لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی حمد بھی کریں۔ اس کی عبادت کا حق بھی ادا کریں اور اس کے بندوں کے حقوق بھی ادا کرنے کی کوشش کریں۔ آپس میں محبت پیار اور سلامتی کا پیغام بھی دیں۔ جب ہم یہ کریں گے تو ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنتے چلے جائیں گے۔ ہمیں یہی کوشش کرنی چاہیے کہ ہم میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کا فضل حاصل کرنے کے لیے وفا کے ساتھ حقوق ادا کرنے والا ہو اور اگر ہم یہ حقوق ادا کرنے والے بنیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے احکامات پر چلتے ہوئے یہ کام کریں گے تو پھر جہاں ہم اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا وارث بنائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے انعامات کا وارث بھی بنائیں گے وہاں ہم ایک حسین معاشرہ بھی قائم کرنے والے ہوں گے جہاں ہر شخص دوسرے کے لیے قربانی کرنے والا ہوگا اور جب ایک دوسرے کے لیے قربانی کرنے والا ہوگا تو یہ وہی باتیں ہیں جو حقیقی قربانی کی طرف ہمیں توجہ دلاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قربانیاں کرو۔ تمہارا تقویٰ مجھ تک پہنچتا ہے۔ تمہارے خون مجھ تک نہیں پہنچتے۔ اگر ہمیں بکروں کی قربانیوں سے روکا گیا ہے تو ہمیں تقویٰ کے وہ معیار حاصل کرنے چاہئیں کہ جس سے ہم ایک انتہا تک پہنچ جائیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے والے بن سکیں۔ پس ہمیشہ ہمیں یہی کوشش کرنی چاہیے کہ ہم تقویٰ پر چلنے والے ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ تقویٰ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ”ہر ایک نیکی تب قبول ہوتی ہے جب کہ اس کے اندر تقویٰ ہو ورنہ قبول نہیں ہوتی۔“

آپؑ نے فرمایا کہ ”زندگی تو برف کے ٹکڑے کی مثال رکھتی ہے۔ ہزاروں پردوں میں رکھو پگھلتی جاوے گی۔“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 223 ایڈیشن 2022ء)

بیشک لپیٹتے جاؤ جتنی مرضی لپیٹ دو لیکن پگھلتی جائے گی۔ پس زندگی کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ یہ تو کم ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اگر ہم میں تقویٰ پیدا ہوگا تو پھر ہی ہم اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے ہوں گے اور ہماری قربانیاں بھی تب ہی قبول ہوں گی۔ نہ قربانی کر کے بھی ہم قربانی کرنے والے ہوں گے اور جو ظاہری طور پر قربانیاں کر رہے ہیں ان کی قربانیاں اللہ تعالیٰ ان کے جانوروں کو ذبح کرنے کے باوجود بھی قبول نہیں کرتا کیونکہ اس میں تقویٰ نہیں ہے۔ پس ہمیں اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنے سب کام کرنے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ عاجزی کرنے والوں کو بشارت دے دو۔ جو عاجزی کریں گے وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں گے اور جو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کو سامنے رکھتے ہوئے عاجزی کریں گے وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بشارت دی ہے۔ نماز کو قائم کرنے والے ہوں گے تو وہی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں گے۔ بھوکوں کو کھانا کھلانے والے ہوں گے تو وہی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنائیں گے۔ دین کی خاطر قربانی کرنے والے ہوں گے تو وہی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں گے۔ اور تقویٰ پر چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے والے ہوں گے تو وہی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں گے۔

پس ہمیں یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ اگر یہ چیزیں ہم میں ہیں تو قربانیاں نہ کر کے بھی اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی نیتوں کی وجہ سے مقبول ہوں گے اور جو قربانیاں کرنے والے ہیں ان کی بدنیتی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کی قربانیاں ان پر الٹا دے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ

”ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جماعت بنائی تھی ان میں سے ہر ایک زکی نفس تھا اور ہر ایک نے اپنی جان کو دین پر قربان کر دیا ہوا تھا۔ ان میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا جو منافقانہ زندگی رکھتا ہو۔ سب کے سب حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ادا کرنے والے تھے۔“

سو یاد رکھو اس جماعت کو بھی ”یعنی جماعت احمدیہ کو بھی، آپ کے ماننے والوں کو بھی“ خدا تعالیٰ انہی کے نمونہ پر چلانا چاہتا ہے اور صحابہؓ کے رنگ میں رنگین کرنا چاہتا ہے۔ جو شخص منافقانہ زندگی بسر کرنے والا ہوگا وہ آخر اس جماعت سے کاٹا جائے گا۔“ (ملفوظات جلد 10 صفحہ 63 ایڈیشن 2022ء)

پھر آپؑ نے فرمایا:

”پس اس مقام سے غافل مت ہو اے مخلوق کے گروہ! اور نہ اس بھید سے غافل ہو جو قربانیوں میں پایا جاتا ہے۔ اور قربانیوں کو اس حقیقت کے دیکھنے کے لئے آئینوں کی طرح بنا دو اور ان وصیتوں کو مت بھلاؤ اور ان لوگوں کی طرح مت ہو جاؤ جنہوں نے اپنے خدا اور اپنی موت کو بھلا رکھا ہے اور اس پوشیدہ بھید کی طرف خدا تعالیٰ کی کلام میں اشارت کی گئی ہے۔ چنانچہ خدا جو اصدق الصادقین ہے اپنے رسول کو فرماتا ہے کہ ان لوگوں کو کہہ دے کہ میری نماز اور میری عبادت اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت سب اس خدا کے لئے ہے جو پروردگار عالمیاں ہے۔ پس دیکھ کہ کیونکر نُسُکِے لفظ کی حیات اور ممات کے لفظ سے تفسیر کی ہے اور اس تفسیر سے قربانی کی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے۔“ عبادتوں کا معیار اگر ایسا ہوگا تو قربانی کے انعام بھی مل جائیں گے۔ ”پس اے عقلمندو! اس میں غور کرو اور جس نے اپنی قربانی کی حقیقت کو معلوم کر کے قربانی ادا کی اور صدق دل اور خلوص نیت کے ساتھ ادا کی پس بہ تحقیق اس نے اپنی جان اور اپنے بیٹوں اور اپنے پوتوں کی قربانی کر دی اور اس کے لئے اجر بزرگ ہے جیسا کہ ابراہیم کے لئے اس کے ربّ کے نزدیک اجر تھا اور اسی کی طرف ہمارے سید برگزیدہ اور رسول برگزیدہ نے جو پرہیزگاروں کا امام اور انبیاء کا خاتم ہے اشارہ کیا اور فرمایا اور وہ

خدا کے بعد سب سچوں سے زیادہ تر سچا ہے۔ بہ تحقیق قربانیاں وہی سواریاں ہیں کہ جو خدا تعالیٰ تک پہنچاتی ہیں اور خطاؤں کو محو کرتی ہیں اور بلاؤں کو دور کرتی ہیں یہ وہ باتیں ہیں جو ہمیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچیں جو سب مخلوق سے بہتر ہیں۔ ان پر خدا تعالیٰ کا سلام اور برکتیں ہوں اور آنجناب نے ان کلمات میں قربانیوں کی حکمتوں کی طرف فصیح کلموں کے ساتھ جو موتیوں کی مانند ہیں اشارہ فرمایا ہے۔ پس افسوس اور کمال افسوس ہے کہ اکثر لوگ ان پوشیدہ نکتوں کو نہیں سمجھتے اور اس وصیت کی پیروی نہیں کرتے اور ان کے نزدیک عید کے معنے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ غسل کریں اور نئے کپڑے پہنیں اور طعام کو سارے مونہہ کے ساتھ اور دانتوں کے کناروں سے چباویں۔ خود اور ان کے اہل وعیال اور نوکر اور غلام۔ اور پھر آرائش کے ساتھ نماز عید کے لئے باہر نکلیں جیسے بڑے رئیس ہوتے ہیں اور تُو دیکھے گا کہ اچھے کھانوں میں اس دن ان کی سب سے بڑی خوشی ہے اور ایسا ہی اچھی اور نفیس پوشاکوں میں انتہائی مرتبہ ان کی حاجتوں کا ہے تا قوم کو دکھلائیں اور نہیں جانتے کہ قربانی کیا چیز ہے۔ اور کس غرض کے لئے بکریاں اور گائیاں ذبح کی جاتی ہیں۔‘‘

(خطبہ الہامیہ، روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 42-46 ایڈیشن 2008ء)

پس جیسا کہ شروع میں مَیں نے ذکر کیا ہے ظاہری طور پر کھانوں میں پڑے ہوئے ہیں، دعوتوں میں پڑے ہوئے ہیں، دکھاوے میں پڑے ہوئے ہیں، قربانی یا بکرے قربان کرنے میں پڑے ہوئے ہیں لیکن حقیقی قربانی کا پتہ نہیں کہ بکریاں اور گائیاں کیوں قربان ہو رہی ہیں۔ پس یہ وہ چیزیں ہیں جس کو ہمیں سمجھنا چاہیے۔ یہ وہ بات ہے جس کو ہمیں سمجھنا چاہیے۔ غیر جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہیں مانا وہ تو اسی سوچ پر قربانیاں دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ظاہری قربانیاں دے کر وہ عید کا حق ادا کر رہے ہیں جبکہ عید کا حقیقی حق اس وقت ادا ہوتا ہے جب ہم اپنے نفس کی قربانیاں دینے والے ہوں اور اپنی اصلاح کرنے والے ہوں۔ اپنی عبادتوں کا حق ادا کرنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کا حق اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا حق ادا کرنے والے ہوں۔

جب ہم یہ کریں گے تب ہی ہم اس مقصد کو حاصل کرنے والے بنیں گے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں عید قربان کے منانے کا حکم دیا ہے ورنہ صرف کپڑے پہن کر اور اچھے کھانے کھا کر عید منانا تو کوئی مقصد نہیں ہے۔ اگر ہم اس بات کو یاد رکھیں گے تو ہم حقیقی عید منانے والے بھی ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بننے والے بھی ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہماری عید دکھاوے کی عید نہ ہو بلکہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے ادا کرنے والی عید ہو اور ہم اس کے فضلوں کو حاصل کرنے والے بنتے چلے جائیں۔

دعائیں بھی کریں اور دعاؤں میں شہداء کے بچوں کو بھی یاد رکھیں جنہوں نے قربانیاں کی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان بچوں کو اپنی حفاظت میں رکھے۔ ان کو اور ان کی نسلوں کو اس حقیقت کو سمجھنے کی بھی توفیق دے کہ ان کے عزیزوں نے اور پیاروں نے جو قربانیاں کی ہیں وہ دنیا کے لیے نہیں کیں بلکہ دین کے لیے کی ہیں اور اسی دین کو حاصل کرنے کے لیے ہمیں کوشش کرنی چاہیے۔

اسی طرح اسیران کے لیے دعا کریں اللہ تعالیٰ جلد ان کی بھی رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔ میں نے پہلے بھی ذکر کیا ہے اسی طرح پاکستان میں جہاں خاص طور پر قانوناً بہت ساری پابندیاں لگائی گئی ہیں دعا کریں اللہ تعالیٰ یہ پابندیاں بھی دور کرے اور ہمیں حقیقت میں کھلے طور پر عبادت کا حق بھی ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ سب روکیں دور ہوں اور جو ظاہری قربانیاں ہیں وہ بھی ان کو وہاں کرنے کی توفیق ملے۔ علاوہ اَور قربانیوں کے آزادی سے جانوروں کی قربانیاں بھی کر سکیں۔

اور ہمارے دلوں کو بھی وہ سمجھ اور بوجھ عطا فرمائے جس سے ہم ان قربانیوں کی روح کو سمجھ کر اس کا حق ادا کرنے والے بنیں اور بکریوں پر صرف ظاہری چھری پھیرنے والے نہ بنیں یا جانوروں پر چھری پھیرنے والے نہ بنیں۔

پس جب یہ ہو گا تو ہم ان شاء اللہ تعالیٰ اس مقام پر پہنچ جائیں گے جہاں اللہ تعالیٰ ہمیں پہنچانا چاہتا ہے اور جس کے لیے ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ کرے کہ ہم یہ مقصد حقیقت میں حاصل کرنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔ اور اس کے ساتھ ہی مَیں تمام خطبہ سننے والوں کو، یہاں بیٹھے ہوؤں کو عید مبارک بھی دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس عید کو بابرکت فرمائے۔ یہ مبارکیں صرف ظاہری نہ ہوں بلکہ حقیقت میں ہم اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کر کے اپنے آپ کو اس مبارکباد کا حقدار بنانے والے ہوں۔ دعا بھی کر لیں۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 12 مئی 2026ء) ❁❁❁

## ایڈیشنل نظارت اصلاح وارشاد نور الاسلام کے تحت

درج ذیل فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں

**ٹول فری نمبر : 1800 103 2131**

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

---

احبابِ جماعت احمدیہ عالمگیر کے لیے

## ایک ضروری یاددہانی!

اپنے پیارے امام امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت ارشاد کے زیرِ تابع اپنے آپ کو روحانی آہنی قلعے میں محفوظ کرنے کے لیے

### کیا آج ہم نے درج ذیل دعاؤں کا وِرد کرلیا ہے؟

**200 دفعہ دُرود شریف**

(بڑی عمر کے افراد 200 دفعہ-15 سے 25 سال کے افراد، (کم ازکم) 100 دفعہ- بچے 33 دفعہ-چھوٹے بچے، 3 سے 4 دفعہ-والدین کے ساتھ)

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

(ترجمہ: پاک ہے اللہ اپنی حمد کے ساتھ۔ پاک ہے اللہ جو بہت عظمت والا ہے۔
اے اللہ! رحمتیں بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور محمدؐ کی آل پر)

(Holy is Allah and worthy of all praise. Holy is Allah,the Great. O Allah! bestow Your blessings on Muhammad$^{sa}$ and on the people of Muhammad$^{sa}$.)

**100 دفعہ اِستغفار**

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ

(ترجمہ: میں اللہ سے ہر گناہ کی بخشش مانگتا ہوں جو میرا رب ہے اور میں اُسی کی طرف جھکتا ہوں)

**100 دفعہ درج ذیل دعا**

رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ

(ترجمہ: اے میرے ربّ! ہر ایک چیز تیری خادم ہے۔ اے میرے ربّ! پس مجھے محفوظ رکھ اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما)

(O my Lord! Everything serves You. So, O my Lord, protect me and help me and have mercy on me.)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو انفرادی اور اجتماعی ہر لحاظ سے اس روحانی آہنی قلعے میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

❁❁❁

### حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

تجھے حمد و ثنا زیبا ہے پیارے ✡ کہ تو نے کام سب میرے سنوارے
ہوا میں تیرے فضلوں کا منادی ✡ فسبحان الذی اَخزی الاعادی

طالبِ دُعا : زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دارجلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

### حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

آزمائش کے لیے کوئی نہ آیا ہر چند ✡ ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے
آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے ✡ لو تمہیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے

طالبِ دُعا : سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

**ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس**

ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ ہم احمدی ہیں اور ہم نے زمانے کے امام کے ہاتھ پر عہدِ بیعت کیا ہے۔ ہم نے اپنے ہر قول و فعل کو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنے کا عہد کیا ہے۔ ہم نے عُسر اور یسر، تنگی اور آسائش میں خدا تعالیٰ سے ہی مدد مانگنے اور غیر اللہ سے بیزاری کا عہد کیا ہے۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 28؍نومبر 2014ء)

طالبِ دعا : افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

### اعلان دعا

خاکسار اپنے بچوں کی صحت وسلامتی، ان کے روشن مستقبل، مناسب رشتوں کیلئے نیز بیٹے عزیزم ڈاکٹر عبد الحلیم صاحب کا ایم ڈی کے سلیکشن کیلئے 16 مئی 2026ء کو ٹیسٹ ہونا ہے۔ نیز بیٹی عزیزہ ڈاکٹر فوزیہ رحیم ایم ڈی کے بعد Fellow Ship میں نمایاں کامیابی نیز بچوں کے نیک صالح اور خادم دین بننے اور دینی دنیاوی ترقیات کیلئے قارئین بدر سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ (عبد الرحیم گجر واقف زندگی قادیان)

# سیرت النبی ﷺ

از تحریرات و فرمودات
(سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)
(تحقیق و ترتیب: مکرم آصف احمد خان صاحب)

### باب اول (قسط نمبر 8)

## عرب و عجم قبل از اسلام

## آنحضور ﷺ کے آباء واجداد

**آباء واجداد:**

آنحضور ﷺ کے آباء اجداد نسب وحسب ہر دو لحاظ سے سب سے اعلیٰ تھے۔ ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو دعائیں مانگی تھیں وہ حضرت اسحٰقؑ کے حق میں بھی پوری ہوئیں اور لازم تھا کہ حضرت اسماعیلؑ کے حق میں بھی پوری ہوتیں۔ حضرت اسحٰقؑ کی نسل سے پے در پے نبی برپا ہوئے اور حضرت اسماعیلؑ کی نسل سے نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ مبعوث ہوئے۔ حضورؑ نے اپنی تحریرات میں حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسحٰقؑ اور حضرت اسماعیلؑ کے متعلق نیز حضرت ہاجرہؑ اور حضرت سارہؑ کے متعلق نہایت اہم حقائق پر روشنی ڈالی ہے۔ جن میں کچھ ذیل میں درج ہیں:

**آنحضور ﷺ کا نسل اسماعیلؑ سے ہونا:**

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’ان لوگوں کی مثال اُن یہودی فقہاء کے ساتھ دی جاسکتی ہے جو کہ بنی اسرائیل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے پہلے گذر چکے تھے اور ان کا عقیدہ پختہ تھا کہ آخری نبی جو آنے والا ہے وہ حضرت اسحٰقؑ کی اولاد میں سے ہوگا اور اسرائیلی ہوگا وہ مرگئے اور بہشت میں گئے، لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے یہ مسئلہ روشن ہوگیا کہ آنے والا آخری نبی بنی اسمٰعیل میں سے ہے اور ایسا ہی ہونا چاہئے تھا تب بنی اسرائیل میں سے جو لوگ ایمان نہ لائے وہ کافر قرار دیئے گئے اور لعنتی ہوئے اور آج تک ذلیل اور خوار اور در بدر مصیبت زدہ ہوکر پھر رہے ہیں‘‘

(ملفوظات [2003ایڈیشن]۔ جلد 5 صفحہ 64)

آنحضور ﷺ کے ظہور مبارک سے قبل تک بنی اسرائیل کا ایمان تھا کہ وہ عظیم نبی جو مبعوث ہونے والا ہے بنی اسرائیل سے ہی ہوگا لیکن جب آپ ﷺ کا ظہور بنی اسماعیل میں ہوا اور علامات نبوت روشن ہوتی گئیں تو یہ عقدہ کھل گیا۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کے یہود میں اس موعودہ نبی کے متعلق ان علامات کے علاوہ جو بائیبل میں موجود تھیں کچھ سینہ بہ سینہ روایات بھی مشہور تھیں جو یہ اشارہ کرتی تھیں کہ وہ نبی بنی اسماعیل میں سے ہوگا، یہاں تک کہ ان علامات سے اشارہ پاکر ان میں سے کچھ کو یہ تو معلوم ہوگیا کہ ظہور مبارک عرب بلکہ یثرب سے ہوگا اور اس بنا پر انکے کچھ قبائل نے یثرب اور اس کے قریبی علاقوں میں سکونت بھی اختیار کرلی۔ لیکن قوم پرستی نے ان کو یہ صداقت قبول کرنے سے روک دیا کہ بنی اسرائیل کے علاوہ انکے بھائیوں بنی اسماعیل میں نبی برپا ہوسکتا ہے۔ حالانکہ وہ تمام علامات آنحضور ﷺ میں موجود پاتے تھے۔

تمام منقولی و معقولی دلائل سے قریش کا نسل اسماعیلؑ ہونا ثابت ہے اس کے باوجود جب کوئی اور چارہ نہ رہا تو جدید زمانہ کے مورخین نے یہ کہنا شروع کردیا کہ قریش کا اسماعیلؑ سے کوئی تعلق نہیں۔ مثلاً ولیم میور نے لکھا کہ اسماعیلؑ کا عرب میں آباد ہونا اور قحطان عرب کے مورث اعلیٰ تھے اور قریش اسماعیلی روایات مثلاً کعبہ کا طواف حجر اسود کا بوسہ اور حج کے مناسک کے امین تھے وغیرہ تمام من گھڑت قصے ہیں۔ اسکے نزدیک عربوں میں یہ تمام رسوم و روایات یہودیوں سے سن کر راہ پاگئی ہوں گی۔ لیکن جیسا کہ سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے آنحضور ﷺ نسل اسماعیلؑ سے تھے اس بات کے لئے کافی دلائل موجود ہیں جن میں سے چند یہاں پیش کئے جاتے ہیں۔ عرب کی تاریخ کا نہایت اہم ماخذ قرآن مجید ہے اور عرب کے جو تاریخی حقائق قرآن نے بیان فرمائے ہیں انہیں خود اس وقت کے عربوں نے بھی جھٹلایا نہیں تھا بلکہ اس سے متفق نظر آتے ہیں۔ قرآن مجید میں بھی قریش کو نسل اسماعیل سے قرار دیا گیا ہے۔

وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَاجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَسَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَمَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ○ (الحج:79)

اور اللہ کے تعلق میں جہاد کرو جیسا کہ اس کے جہاد کا حق ہے۔ اس نے تمہیں چن لیا ہے اور تم پر دین کے معاملات میں کوئی تنگی نہیں ڈالی۔ یہی تمہارے باپ ابراہیم کا مذہب تھا۔ اُس (یعنی اللہ) نے تمہارا نام مسلمان رکھا (اس سے) پہلے بھی اور اس (قرآن) میں بھی تاکہ رسول تم سب پر نگران ہوجائے اور تاکہ تم تمام انسانوں پر نگران ہوجاؤ۔ پس نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ کو مضبوطی سے پکڑلو۔ وہی تمہارا آقا ہے۔ پس کیا ہی اچھا آقا اور کیا ہی اچھا مددگار ہے۔

حدیث کی روایات میں بھی بکثرت ایسی روایات موجود ہیں جن سے آنحضور ﷺ کا قریش میں سے ہونا ثابت ہے۔ مثلاً بخاری کتاب بدءالخلق میں ابن عباس سے مروی ایک لمبی روایت ہے جس میں حضرت ابراہیمؑ کا حضرت اسماعیلؑ اور حضرت ہاجرہؑ کو مکہ کی بے آب و گیاہ ویرانہ میں چھوڑنے اور مکہ شہر کی آبادی اور قریش کے تاریخی حالات تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔ بخاری کتاب المناقب میں نبی اکرم ﷺ کا قریش میں سے ہونا اور قریش کا نسل اسماعیلؑ سے ہونا متعدد روایات میں مذکور ہے۔ عربوں کی تاریخ کا ایک اور نہایت اہم ماخذ ابتدائی مورخین کی کتب ہیں جن میں عربوں کی اپنی قدیم روایات بیان کی گئی ہیں اور ان کو نظر انداز کرکے عرب کی تاریخ کا مطالعہ ممکن نہیں۔ ان تمام کتب سے بھی یہی بات ثابت ہے کہ قریش نسل اسماعیلؑ سے ہیں مثلاً سیرت النبی لابن ہشام میں روایت ہے کہ قَالَ ابْنُ هِشَامٍ فَالْعَرَبُ كُلُّهَا مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِيل وَ قَحْطَانَ. وَبَعْضُ اَهْلِ الْيَمَن يَقُوْلُ قَحْطَانَ مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِيل وَيَقُوْل اِسْمَاعِيل ، اَبُوالْعَرَبِ كُلِّهَا. طبقات ابن سعد میں آنحضور ﷺ کے الفاظ میں بھی یہی بات بیان کی گئی ہے۔ بائبل سے بھی ثابت ہے کہ حضرت سارہؑ کی ناراضگی کی وجہ سے حضرت اسماعیلؑ اور ہاجرہؑ وطن سے بے وطن ہوئے تھے۔ اور دنیا میں صرف عرب ہی اپنے آپ کو انکی اولاد قرار دیتے ہیں اگر وہ بھی نہیں تھے تو سوال یہ ہے کہ پھر حضرت اسماعیلؑ اور ہاجرہؑ وطن سے بے وطن ہوکر کہاں گئے۔ مناسب ہے کہ یہاں بائیبل کی وہ عبارت تحریر کردی جائے جس میں یہ قصہ بیان ہوا ہے۔

’’دوسرے دن صبح سویرے ہی ابراہام نے کچھ کھانا اور پانی کی مشک لیکر ہاجرہ کے کندھے پر رکھ دی۔ اور اسے اسکے لڑکے کے ساتھ وہاں سے رُخصت کردیا اور وہ چلی گئی اور بئرسبع کے بیابان میں آوارہ پھرنے لگی۔ جب مشک کا پانی ختم ہوگیا تو اس نے لڑکے کو ایک جھاڑی کے سایہ میں چھوڑ دیا اور خود وہاں سے تقریباً سو گز کے فاصلہ پر دور جاکر اس کے سامنے بیٹھ گئی اور سوچنے لگی کہ میں اس بچے کو مرتے ہوئے کیسے دیکھوں گی؟ اور وہ وہاں نزدیک بیٹھی ہوئی زار زار رونے لگی۔ خدا نے لڑکے کے رونے کی آواز سنی اور خدا کے فرشتہ نے آسمان سے ہاجرہ کو پکارا اور اس سے کہا اے ہاجرہ، تجھے کیا ہوا؟ خوف نہ کر خدا نے اس جگہ سے جہاں لڑکا پڑا ہے اسکی آواز سن لی ہے لڑکے کو اٹھالے اور اس کا ہاتھ تھام کیونکہ میں اس سے ایک بڑی قوم پیدا کروں گا۔ تب خدا نے ہاجرہ کی آنکھیں کھولیں اور اس نے پانی کا ایک کنواں دیکھا۔ چنانچہ وہ گئی اور مشک بھر کے لے آئی اور لڑکے کو پانی پلایا۔ وہ لڑکا بڑا ہوتا گیا اور خدا اس کے ساتھ تھا۔ وہ بیابان میں رہتا تھا اور تیر انداز بن گیا۔ جب وہ فاران کے بیابان میں رہتا تھا تو اس کی ماں نے مصر کی ایک لڑکی سے اس کی شادی کردی‘‘

(پرانا عہد نامہ۔ پیدائش باب 21۔ آیت 14 تا 21)

بائیبل کے اس حصہ میں جس بئرسبع کا ذکر ہے اسکے متعلق سر سیّد احمد خان صاحب نے ایک مفید تحقیق کی ہے جو ان کی کتاب ’’خطبات احمدیہ‘‘ میں موجود ہے۔ جہاں تک فاران کا تعلق ہے اسلامی مورخین اور جغرافیہ دانوں نے کافی تحقیق کی ہے جس سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ فاران سے مراد حجاز کی سرزمین ہے۔ نیز بائیبل سے یہ ثابت ہے کہ قیدار کی نسل عرب میں آباد ہوئی تھی اور قیدار مسلّمہ طور پر نسل اسماعیلؑ سے تھا۔ الغرض کہ آنحضور ﷺ کا نسل اسماعیلؑ سے ہونا ایسا ثابت شدہ امر ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ اس مضمون کے متعلق درج ذیل کتب میں نہایت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ۔ صفحہ 65 تا 73)

(فصل الخطاب از حضرت حکیم نور الدین صاحبؓ،
خلیفۃ المسیح الاول صفحہ 273 تا 283)

(الخطبات الاحمدیہ فی العرب والسیرت المحمدیہ
مصنفہ سر سید احمد خان صاحب۔ خطبہ نمبر 8)

**مکہ کی آبادی و سکونت حجاز:**

ان صفحات میں حضورؑ کی تحریرات و فرمودات کی روشنی میں مکہ شہر کی آبادی کی عظیم الشان غرض و غایت، دعاء ابراہیمی کی قبولیت، ذبح عظیم کی برکات، اور سیدہ ہاجرہؑ کے بلند مرتبہ کا ذکر ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں:

’’دیکھو حضرت ابراہیمؑ کا ابتلاء کہ بچے اور اس کی ماں کو کنعان سے بہت دور لے جانے کا حکم ہوا اور وہ ایسی جگہ تھی جہاں نہ دانہ تھا اور پانی۔ وہاں پہنچ کر حضرت ابراہیمؑ نے خدا کے حضور عرض کی کہ اے اللہ میں اپنی ذریت کو ایسی جگہ چھوڑتا ہوں جہاں دانہ پانی نہیں ہے۔ حضرت سارہ کا ارادہ یہ تھا کہ کسی طرح سے اسماعیل مرجائے، اس لئے اس نے حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام سے کہا کہ اسے کسی بے آب و گیاہ جگہ میں چھوڑ آ۔ حضرت ابراہیمؑ کو یہ بات بری معلوم ہوئی، مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو کچھ سارہ کہتی ہے، وہی کرنا ہوگا۔ اس لئے نہیں کہ خدا تعالیٰ کو سارہ کا پاس تھا۔ حضرت سارہ نے اس واقعہ سے پہلے بھی ایک دفعہ حضرت ہاجرہ کو گھر سے نکالا تھا۔ اس وقت بھی خدا تعالیٰ کا فرشتہ اس سے ہم کلام ہوا تھا۔ کیونکہ نبیوں کے سوا غیر انبیاء سے بھی اللہ تعالیٰ بذریعہ فرشتہ کلام کیا کرتا ہے؛ چنانچہ حضرت ہاجرہ سے دو مرتبہ اللہ تعالیٰ کا مکالمہ ہوا۔ غرض حضرت ابراہیمؑ نے ویسا ہی کیا اور کچھ تھوڑا سا پانی اور تھوڑی سی کھجوریں ہمراہ لے کر حضرت ہاجرہ اور اس کے بچے کو لے جاکر وہاں چھوڑ آئے جہاں اب مکہ آباد ہے۔ چند دن کے بعد نہ دانہ رہا نہ پانی۔ حضرت اسماعیلؑ شدتِ پیاس سے بے چین ہونے لگے، تو اس وقت حضرت ہاجرہ نے نہ چاہا کہ اپنے بچے کی ایسی بے بسی کی موت اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ اس لئے حضرت ہاجرہ چند مرتبہ اس پہاڑ پر اِدھر اُدھر دوڑیں کہ شاید کوئی قافلہ ہو۔ پہاڑ پر چڑھ کر گریہ وزاری کرنے لگیں۔ یہ ایسا وقت تھا کہ ان کے پاس صرف ایک ہی بچہ تھا۔ خاوند سے الگ تھیں۔ دوسرا بچہ پیدا ہونے کی اُمید نہیں تھی۔ گویا بیوہ کی مانند آپ کا حال تھا۔ آپ کی گریہ وزاری پر فرشتہ نے آواز دی ہاجرہ! ہاجرہ!! جب آپ نے اِدھر اُدھر دیکھا، تو کوئی شخص نظر نہ آیا۔ بچہ کے پاس جب آئیں تو دیکھا کہ اس کے پاس پانی کا چشمہ بہ رہا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے مردہ سے ان کو زندہ کردیا۔ حضرت نبی کریمؐ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ چشمہ کا پانی نہ روکتا، تو وہ تمام ملک میں پھیل جاتا اس قصہ کے بیان کرنے سے یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسی ایسی جگہوں پر جہاں آب و دانہ کچھ نہ ہو۔ اس طرح اپنی قدرت کے کرشمے دکھایا کرتا ہے، چنانچہ پانی کے اس پہلے کرشمہ نے حضرت اسماعیلؑ کو زندہ کیا، مگر وہ پانی جو حضرت نبی کریمؐ کے ذریعہ سے پھیلایا گیا، اس کی شان میں فرمایا: اِعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا (الحدید:18) گویا اس پانی سے دنیا زندہ ہوئی۔ مدعا یہ ہے کہ جہاں ظاہری اسباب موجود نہ تھے اللہ تعالیٰ نے بچاؤ کی ایک راہ نکال دی اور اللہ تعالیٰ جو یہ فرماتا ہے کہ اس کے امر سے زمین و آسمان قائم ہیں تو غور کرو کہ وہ جنگل جہاں اس قدر گرمی پڑتی تھی اور جہاں انسان کا نام و نشان نہ تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو ایسا بابرکت بنادیا کہ کروڑ ہا مخلوق وہاں جاتی ہے اور ہر ملک اور ہر قوم کے لوگ وہاں موجود ہوتے ہیں۔ وہ میدان جہاں حج کے لئے لوگ جمع ہوتے ہیں، وہی جگہ ہے جہاں نہ دانہ تھا نہ پانی‘‘

(ملفوظات [2003ایڈیشن] جلد 1 صفحہ 172۔173)

(سیرت النبی ﷺ، صفحہ 24 تا 28، مطبوعہ کینیڈا 2018)

⁂

# ایک احمدی عورت کا پردہ
# حیا، وقار اور اسلامی عظمت کی درخشاں علامت

(شگفتہ نورین بھٹی قادیان)

دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ جب قومیں حیا اور اخلاقی پاکیزگی کو چھوڑ دیتی ہیں تو ان کی تہذیبیں اندر سے کھوکھلی ہو جاتی ہیں۔ اسلام چونکہ فطرت کا مذہب ہے، اس لیے اس نے معاشرے کی پاکیزگی اور توازن کے لیے پردہ جیسی عظیم تعلیم عطا فرمائی۔ ایک احمدی لڑکی کا پردہ محض ظاہری لباس نہیں بلکہ حیا، وقار، پاکیزگی اور خوفِ خدا کا عملی اظہار ہے۔

قرآنِ کریم فرماتا ہے: ''ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ'' (الاحزاب:60)

یعنی پردہ عورت کی عزت، شناخت اور تحفظ کا ذریعہ ہے۔

ایک احمدی لڑکی اپنے باوقار لباس اور پاکیزہ کردار سے یہ پیغام دیتی ہے کہ عورت کی اصل خوبصورتی ظاہری نمائش میں نہیں بلکہ اس کے اخلاق، حیا اور کردار کی بلندی میں ہے۔ موجودہ دور کی بے حیائی اور فیشن پرستی کے ماحول میں بھی وہ اسلامی تعلیمات کو مضبوطی سے تھامے رکھتی ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن عورتوں کے بارے میں سخت وعید فرمائی جو بظاہر لباس پہننے کے باوجود بے پردگی اور نمائش اختیار کرتی ہیں۔ (مسلم، کتاب اللباس)

اسی اسلامی تعلیم کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے بھی نہایت وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا کہ پردہ عورت اور مرد دونوں کی اخلاقی پاکیزگی اور معاشرتی بھلائی کے لیے ضروری ہے۔ پس ایک احمدی لڑکی کا پردہ اس کے ایمان، عزت اور اسلامی شناخت کی خوبصورت علامت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: آجکل پردہ پر حملے کئے جاتے ہیں لیکن یہ لوگ نہیں جانتے کہ اسلامی پردہ سے مراد زندان نہیں۔ بلکہ ایک قسم کی روک ہے کہ غیر مرد اور عورت ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکے۔ جب پردہ ہوگا ٹھوکر سے بچیں گے۔ ایک منصف مزاج کہہ سکتا ہے کہ ایسے لوگوں میں جہاں غیر مرد و عورت اکٹھے بلا تامّل اور بے محابا مل سکیں، سیریں کریں کیونکر جذباتِ نفس سے اضطراراً ٹھوکر نہ کھائیں گے۔ بسا اوقات سننے اور دیکھنے میں آیا ہے کہ ایسی قومیں غیر مرد اور عورت کے ایک مکان میں تنہا رہنے کو حالانکہ دروازہ بھی بند ہو کوئی عیب نہیں سمجھتیں۔ یہ گویا تہذیب ہے۔ انہی بدنتائج کو روکنے کے لئے شارع اسلام نے وہ باتیں کرنے کی اجازت ہی نہ دی جو کسی کی ٹھوکر کا باعث ہوں۔ ایسے موقع پر یہ کہہ دیا کہ جہاں اس طرح غیر محرم مرد و عورت ہر دو جمع ہوں تیسرا اُن میں شیطان ہوتا ہے۔ ان ناپاک نتائج پر غور کرو جو یورپ اس خلیع الرسن تعلیم سے بھگت رہا ہے۔ بعض جگہ بالکل قابل شرم طوائفانہ زندگی بسر کی جا رہی ہے۔ یہ انہی تعلیمات کا نتیجہ ہے۔ اگر کسی چیز کو خیانت سے بچانا چاہتے ہو تو حفاظت کرو۔ لیکن اگر حفاظت نہ کرو اور یہ سمجھ رکھو کہ بھلے مانس لوگ ہیں تو یاد رکھو کہ ضرور وہ چیز تباہ ہوگی۔ اسلامی تعلیم کیسی پاکیزہ تعلیم ہے کہ جس نے مرد و عورت کو الگ رکھ کر ٹھوکر سے بچایا اور انسان کی زندگی حرام اور تلخ نہیں کی جس کے باعث یورپ نے آئے دن کی خانہ جنگیاں اور خودکُشیاں دیکھیں۔ بعض شریف عورتوں کا طوائفانہ زندگی بسر کرنا ایک عملی نتیجہ اُس اجازت کا ہے جو غیر عورت کو دیکھنے کے لئے دی گئی۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 34-35۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

حضرت مسیح موعودؑ اپنی کتاب ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' میں فرماتے ہیں۔

خدا تعالیٰ نے عفت کے حاصل کرنے کے لئے صرف اعلیٰ تعلیم ہی نہیں فرمائی بلکہ انسان کو پاک دامن رہنے کے لئے پانچ علاج بھی بتا دیئے ہیں۔ یعنی یہ کہ اپنی آنکھوں کو نامحرم پر نظر ڈالنے سے بچانا۔ کانوں کو نامحرم کی آواز سننے سے بچانا۔ نامحرموں کے قصّے نہ سننا اور ایسی تمام تقریروں سے جن میں اس بد فعل کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو اپنے تئیں بچانا۔ اگر نکاح نہ ہو تو روزہ رکھنا وغیرہ۔ اس جگہ ہم بڑے دعویٰ کے ساتھ کہتے ہیں کے یہ اعلیٰ تعلیم ان سب تدبیروں کے ساتھ جو قرآن شریف نے بیان فرمائی ہیں صرف اسلام کا ہی خاصہ ہے۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 343)

حضرت مصلح موعودؓ پردہ کے متعلق فرماتے ہیں:

شرعی پردہ جو قرآن کریم سے ثابت ہے یہ ہے کہ عورت کے بال گردن اور چہرہ کانوں کے آگے تک ڈھکا ہوا ہو۔ اس حکم کی تعمیل میں مختلف ممالک میں اپنے حالات اور لباس کے مطابق پردہ کیا جاسکتا ہے۔

(الفضل 8 نومبر 1924)

پھر فرمایا ''وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ اسلام میں منہ چھپانے کا حکم نہیں ان سے ہم پوچھتے ہیں کہ قرآن کریم تو کہتا ہے کہ زینت چھپاؤ اور سب سے زیادہ زینت کی چیز چہرہ ہی ہے۔ اگر چہرہ چھپانے کا حکم نہیں تو پھر زینت کیا چیز ہے جس کو چھپانے کا حکم دیا گیا ہے۔''

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 301)

پھر فرمایا ''جو چیز منع ہے وہ یہ ہے کہ عورت کُھلے منہ نہ پھرے اور مردوں سے اختلاط نہ کرے۔ ہاں اگر وہ گھونگٹ نکال لے اور آنکھوں سے راستہ دیکھے تو یہ جائز ہے لیکن منہ سے کپڑا اٹھا دینا یا مکسڈ (Mixed) پارٹیوں میں جانا جبکہ اِدھر بھی مرد بیٹھے ہوں اور اُدھر بھی مرد بیٹھے ہوں اور ان کا مردوں سے بے تکلفی کے ساتھ غیر ضروری باتیں کرنا یہ ناجائز ہے''

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 304)

ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ پردہ عورت کی عزت، تقدّس اور روحانی حسن کی حفاظت کرتا ہے، اور یہی وہ اسلامی تعلیم ہے جو معاشرے کو بے حیائی اور اخلاقی زوال سے محفوظ رکھتی ہے۔ پس ایک احمدی لڑکی کا باوقار پردہ نہ صرف اس کے ایمان کی علامت ہے بلکہ اسلام احمدیت کی خوبصورت نمائندگی بھی ہے۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں: مکس گیدرنگ (Mix Gathrering) میں مَیں نے کھانے کی اجازت نہیں دی۔ کھانے پینے کے علاوہ اگر پورے پردے میں ہوں تو پھر صرف بیٹھنے کی اجازت ہے۔ کھانے پینے کی ہرگز نہیں۔ کھانے کے وقت پردہ میں سکرین میں جا کے پردہ میں کھانا کھائیں۔ اس اعتراض سے ڈر کر ہم نے اسلامی تعلیم کا حکم ختم نہیں کر دینا۔ سوال یہ نہیں کوئی دیکھتا ہے یا نہیں۔ سوال یہ ہے کہ حجاب ختم ہو جاتا ہے۔ مکس (Mix) ہونے کی جو روک ہے وہ ختم ہو جاتی ہے۔ جب یہ روک ختم ہو جاتی ہے تو پھر دوستیاں ہو جاتی ہیں اور خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

(دورۂ جرمنی 2009ء لجنہ اماء اللہ کو ہدایات۔
الفضل انٹرنیشنل 29 جنوری 2009ء)

نیز فرماتے ہیں: اگر ہر احمدی عورت اس سوچ کے ساتھ اپنی زندگی گزار رہی ہوگی اور لِبَاسُ التَّقْوٰى کے لئے اس سے بڑھ کر تردّد کر رہی ہوگی جتنا کہ آپ اپنے ظاہری لباس کے لئے کرتی ہیں تو یہ لباس تقویٰ آپ کی چھوٹی موٹی روحانی اور اخلاقی بُرائیوں کو چھپانے والا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی نظر آپ پر ہوگی۔ اس وجہ سے کہ اللہ کا خوف ہے تقویٰ کو اپنا لباس بنانے کی کوشش کرتی ہیں خدا تعالیٰ کمزوریوں کو دُور کرنے کی بھی توفیق دیتا ہے اور دے گا اور ایمان میں ترقی کرنے کی بھی توفیق دے گا۔ کیونکہ اس توجہ کی وجہ سے جو آپ اپنے آپ کو لِبَاسُ التَّقْوٰى میں سمیٹنے کے لئے کریں گی آپ کو خدا تعالیٰ کے آگے جھکنے کے بھی مواقع ملیں گے اور اللہ تعالیٰ اپنے آگے نیک نیتی سے جھکنے والوں کی دعاؤں کو قبول بھی کرتا ہے، ان کو ضائع نہیں کرتا۔ پھر اس سے مزید نیکیوں کی توفیق ملتی چلی جائے گی۔ وہ ایسے جھکنے والوں کی طرف اپنی مغفرت کی چادر پھیلاتا ہے اور جب انسان اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی چادر تلے آ جائے تو پھر انہیں راستوں پر چلتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے راستے ہیں۔

(خطاب از مستورات جلسہ سالانہ یوکے 30 جولائی
2005ء۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 11 مئی 2007ء)

دین کا ہر حکم نہایت پُرحکمت ہوتا ہے۔ پردے کے حکم کے پس پردہ حکمت کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے ایک خطبہ جمعہ میں احباب جماعت سے مخاطب ہوتے ہوئے فرماتے ہیں: بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ دین اور مذہب ان کی آزادی کو سلب کرتا ہے اور ان پر پابندیاں لگاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ (الحج:79) یعنی دین کی تعلیم میں تم پر کوئی بھی تنگی کا پہلو نہیں ڈالا گیا بلکہ شریعت کی غرض تو انسان کے بوجھوں کو کم کرنا اور صرف یہی نہیں بلکہ اسے ہر قسم کے مصائب اور خطرات سے بچانا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں واضح کیا گیا ہے کہ یہ دین یعنی دین اسلام جو تمہارے لئے نازل کیا گیا ہے اس میں کوئی بھی ایسا حکم نہیں جو تمہیں مشکل میں ڈالے بلکہ چھوٹے سے چھوٹے حکم سے لے کر بڑے سے بڑے حکم تک ہر حکم رحمت اور برکت کا باعث ہے۔ پس انسان کی سوچ غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کلام غلط نہیں ہوسکتا۔ اگر اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہو کر ہم اس کے حکموں پر نہیں چلیں گے تو اپنا نقصان کریں گے۔ اگر انسان عقل نہیں کرے گا تو شیطان جس نے روزِ اول سے یہ عہد کیا ہوا ہے کہ میں انسانوں کو گمراہ کر کے نقصان پہنچاؤں گا وہ انسان کو تباہی کے گڑھے میں گرائے گا۔ پس اگر اس کے حملے سے بچنا ہے تو اللہ تعالیٰ کے حکموں کو ماننا ضروری ہے۔ بعض باتیں بظاہر چھوٹی لگتی ہیں لیکن وقت کے ساتھ ساتھ ان کو معمولی سمجھنے کی وجہ سے ان کے نتائج انتہائی بھیانک صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ پس ایک مومن کو کبھی بھی کسی بھی حکم کو چھوٹا نہیں سمجھنا چاہئے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13 جنوری 2017ء بمقام بیت الفتوح،
لندن۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 3 فروری 2017ء)

الغرض اسلام کی تعلیمِ پردہ ایک نہایت پاکیزہ، فطری اور بابرکت تعلیم ہے جسکا مقصد عورت کو محدود کرنا نہیں بلکہ اسے عزت، وقار، تحفظ اور روحانی بلندی عطا کرنا ہے۔ قرآنِ کریم، احادیثِ نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام، حضرت مصلح موعودؓ اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی مبارک تعلیمات سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ حقیقی اسلامی معاشرے کی پاکیزگی، امن اور اخلاقی استحکام کا راز حیا اور پردہ میں مضمر ہے۔

ایک احمدی لڑکی جب پردہ اختیار کرتی ہے تو وہ محض ایک ظاہری رسم ادا نہیں کرتی بلکہ اپنے ایمان، تقویٰ، خوفِ خدا اور اسلامی شناخت کا عملی اظہار کرتی ہے۔ اس کا باوقار لباس، پاکیزہ کردار اور حیادار طرزِ زندگی دنیا کے سامنے یہ روشن پیغام پیش کرتا ہے کہ عورت کی اصل عظمت ظاہری نمائش میں نہیں بلکہ اس کے اخلاق، عفت، علم، تقویٰ اور روحانی حسن میں ہے۔

موجودہ دور کی بے حیائی، فیشن پرستی اور اخلاقی بے راہ روی کے ماحول میں ایک احمدی لڑکی کا پردہ اسلام کی خوبصورت تعلیمات کا روشن مینار اور ایمان کی زندہ علامت ہے۔ وہ دنیا کو اپنے عمل سے یہ باور کرواتی ہے کہ ترقی، آزادی اور کامیابی کا حقیقی معیار بے پردگی نہیں بلکہ اعلیٰ کردار، پاکیزہ زندگی اور خدا تعالیٰ سے مضبوط تعلق ہے۔

پس ہر احمدی خاتون اور بچی کو چاہیے کہ وہ پردہ کو بوجھ نہیں بلکہ اپنے ایمان کا تاج، اپنی عزت کا حصار، اپنی روحانی زینت اور اپنی اسلامی شناخت سمجھے، اور محبت، اخلاص اور فخر کے ساتھ اس عظیم اسلامی تعلیم پر قائم رہتے ہوئے اپنے کردار سے اسلام احمدیت کی حقیقی اور دلکش تصویر دنیا کے سامنے پیش کرے۔ اللہ تعالیٰ تمام احمدی خواتین اور بچیوں کو حقیقی حیا، عفت، تقویٰ اور اسلامی پردہ پر ہمیشہ قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

⁂

**مجلس عرفان** یہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مل جائے، جب اللہ تعالیٰ کی حکومت مل جائے گی تو روحانیت میں بھی ترقی ہوتی جائے گی۔ کوئی خوف اور ڈر کے مارے، جنّت اور دوزخ کے خوف کے مارے نیک عمل نہیں کرنے، نیک کام اس لیے کرنے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی اور خوش ہوجائے۔ کسی سے انسان کو محبّت ہو تو وہ اس کو خوش کرنا چاہتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اس سے محبّت کرو پھر تمہارے اندر روحانیت بڑھتی جائے گی

## مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ ساؤتھ ویسٹ ریجن کے ایک وفد کی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملاقات

مورخہ ۱۲؍جنوری ۲۰۲۵ء کو امام جماعتِ احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ کے ساؤتھ ویسٹ ریجن کے ایک بائیس (۲۲) رکنی وفد کو بالمشافہ ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی۔ خدام نے خصوصی طور پر اس ملاقات میں شرکت کی غرض سے امریکہ سے برطانیہ کا سفر اختیار کیا۔ یہ ملاقات (ٹلفورڈ) اسلام آباد میں منعقد ہوئی۔

جب حضورِانور رونق افروز ہوئے تو آپ نے تمام شاملینِ مجلس کو السلام علیکم کا تحفہ پیش فرمایا۔

دورانِ ملاقات حضورِانور نے ہر خادم سے انفرادی گفتگو فرمائی اور ان سے ان کے پیشہ جات اور خاندانی پس منظر وغیرہ کے بارے میں دریافت فرمایا۔

بعدازاں خدام کو حضورِانور کی خدمتِ اقدس میں سوالات پیش کرنے اور ان کی روشنی میں بیش قیمت راہنمائی حاصل کرنے کا موقع بھی ملا۔

**ایک خادم نے حضورِانور کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ آجکل دنیا میں بہت سے مخالفین ہیں جو جماعتِ احمدیہ پر جھوٹے الزام لگاتے ہیں اور انبیاء اور خلفاء کی توہین کر کے ہمارے جذبات کو ٹھیس پہنچاتے ہیں، نیز اس حوالے سے راہنمائی طلب کی کہ پیارے حضور! ہم کیسے اپنے صبر اور وقار کو برقرار رکھ سکتے ہیں؟**

حضورِانور نے اس سوال کے جواب میں مفصّل راہنمائی عطا فرماتے ہوئے صبر وتحمل کی اہمیت کو اُجاگر کیا۔ سب سے پہلے حضورِانور نے استفہامیہ انداز میں دریافت فرمایا کہ قرآنِ شریف پڑھا ہے؟ جس پر سائل نے اثبات میں جواب دیا تو حضورِانور نے مزید دریافت فرمایا کہ کوئی نبی ایسا قرآنِ شریف میں لکھا ہوا ہے جس پر مخالفین نے جھوٹے الزام نہ لگائے ہوں؟

سائل نے نفی میں جواب دیا تو حضورِانور نے فرمایا کہ کوئی بھی نبی ایسا نہیں۔ قرآنِ شریف تو اس سے بھرا پڑا ہے۔ پہلے ہی بتا دیا کہ ان لوگوں کا کام یہی ہے، جو انبیاء کے مخالف ہوتے ہیں، وہ جھوٹے الزام لگاتے ہیں۔ اور انہوں نے حضرت موسیٰؑ پر جھوٹے الزام لگائے، حضرت ابراہیمؑ پر لگائے، حضرت نوحؑ پر لگائے، حضرت یوسفؑ پر لگائے، حضرت شعیبؑ پر لگائے اور سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر لگائے۔ اور جن جن کا ذکر ہے، سب پر جھوٹے الزام ہی لگائے، کسی نے کہا یہ جادو ہے، کسی نے کہا یہ جھوٹے ہیں۔ یہی کہتے رہے کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو کبھی اس کی عبادت کرتے ہوئے نہیں دیکھا، تم ہمارے پاس کہاں سے یہ نئی نئی رسمیں لے آئے ہو، تم جھوٹے ہو، تم جادوگر ہو، تم فلاں ہو۔

جو الزامات آج ہم پر لگائے جا رہے ہیں، انہیں جماعتِ احمدیہ کی سچائی کی دلیل قرار دیتے ہوئے حضورِانور نے فرمایا کہ یہ تو ہماری سچائی کی دلیل ہے۔ اگر ہم پر الزام لگاتے ہیں، یہ تو اس سچائی کی دلیل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ وہی الزام جو تمام انبیاء پر لگے، وہ مجھ پر لگ رہے ہیں، تو اس کا مطلب یہ ہے اور یہی بڑی دلیل ہے کہ مَیں سچا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوں۔ اور اگر مَیں جھوٹا ہوتا تو تمہارے الزاموں کی تو ضرورت ہی کوئی نہیں تھی، اللہ تعالیٰ مجھے ویسے ہی ختم کر دیتا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ جو مجھ پر جھوٹی باتیں منسوب کرتا ہے، مَیں تو اس کو ویسے ہی ختم کر دیتا ہوں۔

حضورِانور نے جذبات کو قابو میں رکھنے کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ باقی رہ گئی یہ بات کہ جذبات کو ٹھیس پہنچتی ہے تو باقی انبیاء کی قوموں کے جذبات کو بھی ٹھیس پہنچتی تھی، وہ غصّے میں بھی آتے تھے لیکن برداشت کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبر کرو۔ ایک حدیث میں ہے کہ یہ کوئی بڑی بہادری نہیں ہے کہ تم کسی کو لڑائی کر کے، punch مار کے، اس کا منہ توڑ دو یا دانت توڑ دو۔ بہادری یہ ہے کہ اپنے جذبات کو کنٹرول کرو اور غصّے کو قابو کرو، یہ بہادری ہے۔ تو یہ ہمیں دکھانی چاہیے۔ ہمیں اس بات پر خوش ہونا چاہیے کہ ہمارے ساتھ وہ سلوک ہو رہا ہے جو نبیوں کی جماعتوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

آخر میں حضورِانور نے ذاتی علم کو بڑھانے اور مخالفین کے الزامات کا مدلل جواب دینے کی تلقین کرتے ہوئے توجہ دلائی کہ جو الزام لگاتے ہیں، ان کا جواب دینے کے لیے ہمیں دلیل چاہیے اور دلیل کے لیے ہمیں ہمارا لٹریچر پڑھنا چاہیے۔ اپنا لٹریچر پڑھیں، تیار ہوں، جواب تیار کریں اور ان کو دیں۔ کیونکہ جب مخالف کے پاس کوئی جواب نہیں ہوتا تو پھر وہ لڑائی کرتا ہے، گالیاں دیتا ہے، تو یہ تو ہمیشہ سے مخالفین کا شیوہ رہا ہے۔ اور جو صبر کرنے والے ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ تم صبر کرو تو اس کا پھل تمہیں مل جائے گا اور اللہ تعالیٰ نے دعا بھی سکھا دی ہے کہ صبر کرو۔

**ایک خادم نے حضورِانور سے دریافت کیا کہ جماعتِ احمدیہ میں نظر لگنے اور حاسد کے متعلق کیا تعلیمات ہیں اور ہم اس سے کیسے بچ سکتے ہیں؟**

حضورِانور نے اس کے جواب میں فرمایا کہ بات یہ ہے کہ جو نظر لگانے والے ہیں، وہ یوں تو نہیں ہوتا کہ نظر لگی تو معاملہ ختم ہو گیا۔ نظر سے بچنے کے لیے، حاسدوں کے حسد سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حاسدوں کے شرّ سے بچائے۔ اصل میں جو حاسد ہے، وہ حسد کرتا ہے، اس کی وجہ سے وہ بعض ایسے طریقے اختیار کرتا ہے، وہ اس طرح نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے کہ جس سے اگلے کو نقصان پہنچے اور اس کے لیے پھر کوئی نہ کوئی طریقہ اختیار کرتا ہے۔

حضورِانور نے نظر اور حسد کی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے واضح فرمایا کہ صرف نظر لگنے سے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہاں! اگر نظر لگانے والے وہ لوگ ہیں، جو دل میں کسی چیز کے لیے حسد رکھتے ہیں، تو اِستغفار پڑھو، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھو۔ باقی یہ کہنا کہ نظر سے کوئی نقصان ہو جاتا ہے، ایسا نہیں ہے کہ فلاں کی نظر ضرور لگ جائے گی۔ نظر لگانے والا حسد کرتا ہے اور پھر وہ پریکٹیکلی (practically) نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے، انسان کو اس سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ باقی اس بات پر فکر مند نہ ہو کہ فلاں آدمی کی نظر لگ جائے گی تو پتا نہیں کہ میرا چہرہ بگڑ جائے گا یا میرا قد چھوٹا رہ جائے گا یا میرا دماغ خراب ہو جائے گا یا مینٹلی (mentally) مَیں اَپ سیٹ (upset) ہوجاؤں گا۔

بعض لوگ سائیکو جیکلی (psychologically) کسی کو اتنا زیادہ مسمرائز (mesmerize) کر دیتے ہیں کہ پھر وہ اس کے انفلوئنس (influence) کے اندر آ جاتا ہے۔ اگر لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھو اور پتا ہو، اللہ پر یقین ہو، تو ٹھیک ہے۔ باقی جہاں تک حسد کا سوال ہے تو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ شریف کی آخری سورتوں میں وَمِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ کی دعا سکھا دی ہے۔

حضورِانور نے حسد اور رشک کے فرق کو واضح کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ بعض موقع کی جو حسد ہے، وہ جائز اس طرح ہو جاتی ہے کہ اگر تم نے نظر لگانی ہے تو وہ تم حسد کر کے نہ لگاؤ کہ نقصان پہنچاؤ، وہ رشک کی نظر ہو۔ اس کی تعریف کر رہے ہو۔ دماغ میں خیال آیا کہ اتنے اچھے کام یہ کر رہا ہے تو مَیں بھی وہ کروں۔ یہ حسد کی ایک دوسری قسم ہے کہ مَیں اس کے مقابلے پر اتنے اچھے کام کروں کہ جس طرح یہ کر رہا ہے۔ گو اس کو دوسری زبان میں رشک کہتے ہیں۔ اپنے دل میں اس کی تعریف کرنا اور اپنے لیے اس کا نمونہ لے کے سمجھنا کہ مَیں بھی اس کے مقابلے پر آؤں، کمپیٹیشن (competition) ہو جاتا ہے، تو اس کمپیٹیشن کو بعض لوگ حسد کہہ دیتے ہیں۔ وہ حسد نہیں ہے، وہ کمپیٹیشن ہے اور نیک کام میں کمپیٹیشن جائز ہے۔

**ایک خادم نے حضورِانور سے راہنمائی طلب کی کہ ہم یہ کیسے جان سکتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بتائی ہوئی تین روحانی حالتوں میں سے ہم کس پر ہیں، آیا ہم نفسِ امّارہ یا نفسِ لوّامہ یا نفسِ مطمئنہ پر ہیں نیز یہ کیسے پتا چل سکتا ہے کہ ہماری روحانی حالتوں میں بہتری آرہی ہے یا نہیں؟**

حضورِانور نے اس کے جواب میں فرمایا کہ نفسِ امّارہ یہ ہے کہ جو برائیوں کی طرف لے کے جاتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے تبھی تو دعا کی تھی کہ میرا نفس تو امّارہ ہے، اگر اللہ تعالیٰ مجھے نہ بچائے تو مَیں ان برائیوں میں مبتلا ہو جاؤں۔ اس عورت (یعنی عزیزِ مصر کی بیوی) کے بھڑکانے پر اس کی طرف چلا جاتا۔ اس کا مطلب نفسِ امّارہ وہ ہے، جو دل میں یونہی برائیوں کی خواہش پیدا ہوتی ہے، اس کو جب آپ چھوڑ دیں تو آپ سمجھیں کہ نفسِ امّارہ کے خلاف لڑ رہے ہیں۔

حضورِانور نے نفسِ لوّامہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ پھر نفسِ لوّامہ کیا ہے؟ آپ کو دل ملامت کرتا ہے، آپ کو دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ مَیں نے یہ برے کام کیے اور اس سے نفرت آتی ہے۔ جب وہ خیال پیدا ہو جائے تو سمجھو کہ مَیں امّارہ سے گزر کے لوّامہ میں آ گیا اور لوّامہ میں اب میرا دل مجھے کہتا ہے کہ ان برائیوں کو چھوڑو اور ان برائیوں کو چھوڑنے کے لیے پھر کیا ہے؟ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ دل اور دماغ میں اس چیز کا پہلے تصوّر پیدا کرو کہ یہ بیہودہ چیز ہے اور اس کے خلاف determination ہونی چاہیے کہ مَیں نے دوبارہ یہ کام نہیں کرنا۔ پھر اس پر قائم رہنے کے لیے دعا کرو اور پھر جو انوائرنمنٹ (environment) ہے، جس وجہ سے تمہارا یہ خیال پیدا ہو رہا ہے، اس کو چھوڑ دو۔ اس ماحول سے نکل جاؤ۔ تمہارے دوست ایسے ہیں، جو غلط کام کر رہے ہیں، تو ان دوستوں کو چھوڑ دو۔ ایسی کمپنی (صحبت)، جہاں سے تمہیں غلط مشورے مل رہے ہیں، اس کمپنی کو چھوڑ دو۔ ان برائیوں سے بچنے کے لیے یہ طریقۂ کار ہے، جب یہ کر رہے ہو تو سمجھو کہ نفسِ لوّامہ، تمہیں دل ملامت کر رہا ہے کہ مَیں بُری بات کر رہا ہوں۔ دل میں برا خیال آتا ہے کہ مَیں نے یہ کام کیا، غلط کیا ہے، جب دل میں یہ خیال آ جائے تو وہی لوّامہ ہے۔

مزید برآں حضورِانور نے نفسِ مطمئنّہ کی حالت کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اور مطمئنّہ تو اس وقت ہوتا ہے جب سارے کام تم چھوڑ دو اور صرف اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رہ جائے۔ یہ اپنے آپ سے پوچھو کہ تمہارے اندر صرف اللہ کا خوف ہے یا لوگوں کا بھی خوف ہے؟ کیا پانچ وقت کی نمازیں آپ اللہ کے خوف اور اللہ کی محبّت میں پڑھتے ہیں یا صرف اپنی ضرورت کے لیے پڑھتے ہیں کہ آج مجھے یہ ضرورت ہے، مَیں نے یہ دعا کرنی ہے کہ اللہ میاں مجھے پاس کر دے، اللہ تعالیٰ میرا فلاں پروجیکٹ ہے اور میرے کام میں برکت ڈال دے اور مجھے اتنا فائدہ ہو جائے یا مجھے اچھی جاب مل جائے۔ اس کے لیے آپ دعائیں کرتے ہیں۔ کبھی یہ دعا نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ اپنا پیار مجھے دے دے۔ جب اللہ تعالیٰ کا پیار مل جاتا ہے تو وہ مطمئنّہ کی حالت میں آ جاتا ہے۔ انسان اپنے آپ کو خود assess کرے کہ آپ کو وہ مل گیا کہ نہیں اور پھر اسی پر وہ قائم رہے۔

حضورِانور نے مزید فرمایا کہ باقی جب یہ کریں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور اس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی بڑا explain کیا ہوا ہے کہ جب تم اللہ تعالیٰ کی تلاش میں رہو گے اور اس سے محبّت کر لو گے تو باقی تمہارے دنیا کے کام آگے خود بخود ہوتے چلے جائیں گے اور جب انسان دنیا کی حالتوں سے ختم ہو جائے اور صرف اللہ سے تعلق پیدا کر لے، دنیا میں رہتے ہوئے دنیا کے کام بھی کرے اور محبّت اللہ سے ہو تو وہاں دل کو اطمینان ہوتا ہے اور پھر برائیوں کی طرف نظر ہی نہیں جاتی۔ اس وقت نہ نفسِ امّارہ رہتا ہے، نہ نفس لوّامہ رہتا ہے۔

حضورِانور نے ذاتی محاسبہ کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے تاکید فرمائی کہ اپنے آپ کو خود دیکھو۔ کوئی دوسرا نہیں بتا سکتا کہ آپ نے کس طرح اپنے آپ کو خود assess کرنا ہے کہ مجھے یہ نفس مل گیا کہ نہیں ملا اور یہ ایسی stage ہے، جو بڑی مشکل سے ملتی ہے۔

آخر میں حضورِانور نے روحانی ترقی کی حالت کو ایک دلچسپ مثال سے بیان کیا۔ جس میں انسان کے روحانی سفر کو سنیک (سانپ) اور لیڈر (سیڑھی) کی بورڈ گیم سے تشبیہ دی۔ اس گیم میں کھلاڑی کبھی سیڑھی سے اوپر چڑھتا ہے اور کبھی سانپ کے ساتھ نیچے آتا ہے، بعینہٖ اسی طرح انسان کا روحانی سفر بھی نشیب وفراز سے گزر رہا ہوتا ہے، اسی تناظر میں حضورِانور نے فرمایا کہ ups and downs (نشیب وفراز) آتے رہتے ہیں، انسان اوپر چڑھتا ہے، پھر گرتا ہے، پھر چڑھتا ہے، پھر نیچے آتا ہے۔

ایک سنیک اور لیڈر کی گیم ہوتی ہے، اوپر جاتے ہیں، پھر نیچے آتے ہیں۔ انسان کے ساتھ بھی وہی گیم چل رہی ہوتی ہے۔ اس میں اگر جیت گئے اور اوپر پوائنٹ پر پہنچ گئے تو تب نفس مطمئنّہ ہو گئے۔ کتنے نمبر آتے ہیں؟ بعض دفعہ dice (ڈائس) کے اوپر چھ، آٹھ یا نو نمبر آتے ہیں، انسان اوپر چڑھتا جاتا ہے، آگے جا کے ایک جگہ پھر سنیک کے منہ میں جا کے نیچے آ گیا۔ تو انسان بس! قسمت سے ہی اوپر جا کے پہنچتا ہے۔ بس! یہ ہے نفسِ مطمئنّہ۔

**ایک شریکِ مجلس نے حضورِانور کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ جماعت میں بعض بڑی عمر کے لوگ ہمیں کام کرنے سے روکتے ہیں اور کہتے ہیں تم ابھی چھوٹے ہو، نیز راہنمائی طلب کی کہ ہم اس بارے میں کیا کر سکتے ہیں؟**

حضورِانور نے اس کے جواب میں مسکراتے ہوئے تبصرہ فرمایا کہ اگر تو وہ لوگ shave (شیو) کرنے والے ہیں، تو ان سے کہو کہ میری داڑھی آپ سے بڑی ہے، مَیں چھوٹا نہیں ہوں۔ اس پر تمام شاملینِ مجلس بھی کھل کر مسکرا دیے اور انہوں نے خوب حظّ اُٹھایا۔

حضورِانور نے وضاحت فرمائی کہ بات یہ ہے، چھوٹوں کو تو سکھانا ہے، سیکنڈ لائن تبھی تیار ہو گی۔ کام کرنے سے کیوں روکتے ہیں؟ ان سے کہو ہم تو اس لیے آ رہے ہیں تا کہ سیکنڈ لائن تیار ہو۔ قوم وہی ترقی کرتی ہے جس کی سیکنڈ لائن تیار ہو رہی ہوتی ہے اور سیکنڈ لائن اس وقت تیار ہو گی جب کام کرنے میں چھوٹے آگے آئیں گے۔

اس لیے اسی چیز کو دیکھ کے میرا خیال ہے کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ساری auxiliary organisations (ذیلی تنظیمیں) بنائی تھیں۔ خدام الاحمدیہ، لجنہ، انصار اور خدام میں پھر اطفال الاحمدیہ اور لجنہ میں ناصرات بنا دی تا کہ چھوٹی عمر سے ان کو کام کرنے کی عادت پڑے۔

حضورِانور نے اپنی ذاتی مثال کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے یاد ہے کہ مَیں تو دس سال کا تھا، خود اطفال الاحمدیہ میں کام کرتا تھا۔ پھر بارہ/تیرہ سال کا ہوا تو محلے کے چھوٹے لیول پر زعیم کے under (ماتحت) اطفال الاحمدیہ کا سیکرٹری بن گیا۔ پھر زعیم بن گیا۔ تو ٹریننگ ہوتے ہوتے اس لیول پر تبھی انسان آتا ہے کہ جب ٹریننگ ہو رہی ہوتی ہے۔ اگر چھوٹے ہوتے ہوئے ٹریننگ نہیں لیں گے، کام نہیں کریں گے اور بڑے ان کو encourage (حوصلہ افزائی) نہیں کریں گے تو پھر کس طرح وہ سیکھیں گے، سیکنڈ لائن کس طرح تیار ہو گی، کل کو بڑے فوت ہو گئے تو جو چھوٹے ہیں وہ کس طرح سنبھالیں گے؟ حضرت مصلح موعودؓ نے اس لیے فرمایا ہے کہ

ہم تو جس طرح بنے کام کیے جاتے ہیں
آپ کے وقت میں یہ سلسلہ بدنام نہ ہو

اس لیے کام کرنا ہے، ان سے کہو مَیں چھوٹا نہیں ہوں، میرا دل بڑا ہے، میرے جذبات بڑے ہیں، میرے خیالات بڑے ہیں۔ میرے اندر ambitions ہیں، جن کو مَیں نے حاصل کرنا ہے، میرا ایک passion ہے وہ مَیں نے حاصل کرنا ہے۔ تو جب اس طرح کرو گے تو وہ بڑے چپ کر جائیں گے۔

**ایک خادم نے حضورِانور سے دریافت کیا کہ ہم ایسے لوگوں کو کیا جواب دیں، جو جماعت کے خلاف دبے لفظوں میں اور چھپ کر اعتراض کرتے ہیں؟**

حضورِانور نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ ان سے کہو کہ مخالفت کرنی ہے تو کھل کے کرو۔ بعض لوگوں کو کسی عہدے دار سے کوئی grievances (شکوہ جات) ہیں یا کسی کو کسی وجہ سے تکلیف ہو گئی ہو گی، سچی تکلیف ہوئی ہو گی، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ جماعت کو بدنام کرو یا سسٹم ہی سارا خراب ہے۔ وہ اس کی پرسنل (ذاتی) برائی ہے جس کی وجہ سے اس کو نقصان پہنچا تو جو ہمارا سسٹم ہے اس کو اطلاع دو۔

حضورِانور نے قرآنِ پاک اور حدیث کی روشنی میں توجہ دلائی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں نے جماعت کی اطاعت کرنی ہے، ایک قوم رہنا ہے، ایک رہنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ شریف میں بھی فرمایا ہے کہ ایک رہو، اگر تم ٹوٹ گئے تو بکھر جاؤ گے اور پھر تمہارے پاس کچھ نہیں رہے گا unity is strength، اس لیے unite ہو کے رہنا ہے۔

حضورِانور نے نظامِ جماعت کے تقدّس کی اہمیت کو اُجاگر کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ اگر تمہارے پاس کسی کے لیے personal grievances (ذاتی شکوہ جات) ہیں تو اس کو دُور کرنے کے لیے جو بڑے عہدے دار ہیں، ان سے بات کرو اور یا پھر ان سے زیادہ تعلق رکھو۔ لیکن جماعت کے خلاف بولنا، یہ غلط بات ہے، کیونکہ جماعت کا ایک سسٹم ہے اور یہ سسٹم نیچے سے چلتا ہے، پھر خلیفۂ وقت تک آتا ہے، پھر مسیح موعودؑ اور پھر آخر تک جاتا ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی فرمایا کہ تم ایک جماعت بن کے رہو، تبھی تو اس unity میں تمہاری برکت ہے، اس لیے ان کو سمجھانا چاہیے۔

سوال کے نفسِ مضمون کی روشنی میں غیر از جماعت مخالفین کو جواب دینے کے حوالے سے حضورِانور نے راہنمائی فرمائی کہ اگر وہ مخالف ہیں، احمدی نہیں ہیں، تو پھر ان کا کام ہے، ان کو کہنے دو۔ مخالفت کرتے رہیں۔ ہمارا کام ان کو سمجھانا ہے کہ ہم صحیح ہیں۔ اگر ہمارے عمل ٹھیک ہیں، ہم اگر صحیح اسلامی حکموں پر پریکٹس کر رہے ہیں، پانچ نمازیں پڑھ رہے ہیں، دعائیں صحیح طرح کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ پر یقین ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر یقین ہے، قرآنِ کریم پڑھ رہے ہیں، اس کے حکموں کو سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں اور پھر اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو ہمیں لٹریچر دیا ہے، اس کو پڑھ کے، اس کو سمجھ رہے ہیں تو پھر ہمیں کسی کی پروا نہیں، ہم ان کے جواب دے سکتے ہیں۔

**ایک شریکِ مجلس نے حضورِانور کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ آج کل مغربی ممالک میں atheism کے خیالات کا رجحان بہت بڑھ رہا ہے اور نوجوان مذہب سے دُور ہوتے جا رہے ہیں، نیز راہنمائی طلب کی کہ مجلس خدام الاحمدیہ انہیں اللہ تعالیٰ کے قریب لانے میں کیا کردار ادا کر سکتی ہے؟**

حضورِانور نے اس پر فرمایا کہ نوجوان جس ماحول میں رہ رہے ہیں، وہاں جب سارے ہی ایسے لوگ ہوں گے، تو اس کا اثر تو ہوتا ہے۔ وہ سکول اور کالج جاتے ہیں اور ان کے دوست اور سٹوڈنٹ بھی ایسے ہوتے ہیں۔

حضورِانور نے یاد دہانی کرائی کہ ابھی مَیں نے کہا کہ اچھے سٹوڈنٹ جو دوست ہیں، ان سے رابطہ رکھو، جو برے ہیں ان کو چھوڑ دو۔ وہی بات ہے۔ یہ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے سے یہی ہے۔ آپؑ نے بھی ایک جگہ فرمایا، مَیں پہلے بھی کئی جگہ مثال دے چکا ہوں کہ ایک سکھ تھا، وہ اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتا تھا، وہ آپؑ کے پاس گائیڈنس لینے کے لیے آیا کہ میرے اللہ تعالیٰ کے متعلق جو خیالات ہیں، مَیں ان سے پیچھے ہٹ رہا ہوں، انہوں نے کہا کہ تمہارے ساتھ جو کلاس میں بیٹھتا ہے، یونیورسٹی میں یا کالج میں وہ لڑکا atheist لگتا ہے۔ اس سے اپنی سیٹ بدل لو۔ تو اس نے اپنی سیٹ چینج کر لی۔ دو، تین مہینے کے بعد آیا تو کہتا ہے کہ ٹھیک ہے، مَیں نے سیٹ بدلی وہ واقعی atheist تھا اور مَیں ٹھیک ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ کے احسانات کو یاد کرنے کی بابت توجہ دلاتے ہوئے حضورِانور نے فرمایا کہ تو خدام میں یہ روح پیدا کرنی ہے کہ ہم نے خدا تعالیٰ کو ماننا ہے اور خدا تعالیٰ نے ہمیں بہت کچھ دیا ہے۔ اس لیے تلاش کرو کہ خدا تعالیٰ کے ہم پر کیا کیا احسانات ہیں کہ ہم کہاں تھے، ہمیں اللہ تعالیٰ کہاں لے کر آیا، ہمیں کیا کیا مواقع دیے؟ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ تم پیدا ہوئے تو کیا چیز تھے، کچھ بھی نہیں تھے، تمہاری ماں کے دل میں ڈالا کہ تمہاری پرورش کرے، تمہیں دودھ پلائے، تمہیں سنبھالے، تمہارے nappies (نیپیز) چینج کرے، تمہیں فیڈ کرے اور اس کے بعد بڑے ہوئے تو پھر ماں باپ دونوں نے تمہارے یونیفارم، clothing، کھانے پینے، سب کا خیال رکھا، ایجوکیشن کا خیال رکھا، تعلیم دلوائی۔ تو یہ ساری چیزیں اللہ تعالیٰ کے احسانات ہیں، ان کو ہمیں یاد کرنا چاہیے۔ یہ کہنا کہ اتفاق سے ہو گیا، اتفاق سے یہ چیزیں نہیں ہوئیں، اللہ تعالیٰ نے ہر ایک میں پیدا کی ہوئی ہیں۔ چاہے وہ atheist ہے یا مذہب کو ماننے والا یا نہیں ماننے والا، اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کے لیے یہ مواقع پیدا کر دیے تا کہ یہ بتائے کہ کوئی طاقت ہے جو دنیا کا یہ سارا سسٹم چلا رہی ہے۔ لیکن جو ایک مسلمان ہے، ایک احمدی ہے، حقیقی اللہ تعالیٰ کو ماننے والا ہے، اس کو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ مَیں اس دنیا کے reward کے بعد اگلے جہان کا بھی reward دیتا ہوں۔ تو اس لیے ہمیں صرف اس دنیا کی تلاش نہیں کرتے رہنا چاہیے بلکہ اگلا جہان بھی ہے جہاں دوسروں کو سزا ملے گی، یہاں تو ان کی محنت کا پھل ان کو مل جائے گا، لیکن اگلے جہان میں جا کے ان کو اللہ تعالیٰ پھر سزا بھی دے سکتا ہے۔ اس لیے ہمیں اس سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے قریب آنا چاہیے اور یہی ہمارا مقصد ہے۔ اسی لیے ہمارے ماں باپ نے بڑا سوچ سمجھ کے اسلام اور احمدیت کو قبول کیا تھا اور اسی کو ہمیں آگے چلانا چاہیے۔ اور پھر دوسرے یہ ہے کہ خود اپنے نمونے دکھاؤ۔ اب عہدے دار ہیں، اگر قائد یا ناظم اور منتظم کا اپنا نمونہ نہیں ہے، پانچ وقت نماز نہیں پڑھ رہا یا نمازیں پڑھتا ہے تو جلدی جلدی یا اپنے لوگوں کے لیے دعائیں نہیں کر رہا۔ مربی صاحب ہیں، وہ دعائیں نہیں کر رہے، دو نفل نہیں پڑھ رہے تو لوگوں کے سامنے ان کا نمونہ نہیں ہو گا۔ جب نمونہ قائم ہو گا تو وہ پھر کہیں گے ہاں! یہ چیز ہے۔

اسی تناظر میں حضورِانور نے تاکید فرمائی کہ پھر خدام کو اپنے قریب لاؤ، مجلسیں ہوں، سوال جواب ہوں، interaction (باہم تبادلہ خیالات) ہونا چاہیے، سیمینارز ہونے چاہئیں، جس سے ان کے سوالوں کے جواب ملیں۔ صرف یہ کہہ دینا کہ تم جلسے پر آ جاؤ، تم نے نمازیں پڑھنی ہیں، تم بتاؤ پانچ نمازیں پڑھیں کہ نہیں پڑھیں، قرآن پڑھا کہ نہیں پڑھا، تمہاری حاضری کتنی تھی۔ اس سے نہیں کام ہو گا۔ ہاں! میٹنگ کریں، اس میں بجائے اس کے کہ تقریر کر دیں، دھواں دار تقریریں تو سارے کر لیتے ہیں، جلسوں پر بہت ساری تقریریں کر دیتے ہیں، سن لیتے ہو کافی ہے، یوں ہونا چاہیے کہ اب ان تقریروں کے اوپر ایک پروگرام بناؤ اور ڈسکشن پروگرام ہو، آپس میں انٹریکشن ہو، سوال جواب ہوں۔ مربی صاحب، قائد صاحب ان کے جواب دیں۔ تو پھر لوگوں کو تسلی بھی ہو گی کہ خدا ہے، کیوں ہے، کس لیے ہمیں اس کی عبادت کرنی چاہیے، خدا کی عبادت کرنے کا کیا فائدہ ہے؟ اللہ تعالیٰ قرآنِ شریف میں کہتا ہے کہ مجھے تمہارے عبادت کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ باوجود اس کے اللہ کہتا ہے کہ عبادت کرنے کے لیے تمہیں پیدا کیا ہے اور پھر کہتا ہے کہ مجھے کوئی فائدہ نہیں، تم لوگ چیز کیا ہو، میرے سامنے تو ایک معمولی سے کیڑے کی طرح ہو۔ تو اللہ تعالیٰ کو ضرورت نہیں ہے، لیکن ہمیں اس دنیا میں بھی اور اگلے جہان میں بھی ضرورت ہے اور یہ جو سوال جواب ہوتے ہیں تو اس طرح پھر بہت سارے لوگوں کے شکوک دُور ہوتے ہیں۔

**ایک سوال یہ پیش کیا گیا کہ وہ لوگ جو روحانیت کی تلاش کر رہے ہیں یا دین کے معاملے میں جدوجہد کر رہے ہیں ان کے لیے حضور کی کیا راہنمائی ہے؟**

حضورِانور نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تو قرآنِ شریف میں کہتا ہے کہ وَالَّذِیۡنَ جَاهَدُوۡا فِیۡنَا یعنی جو ہمارے راستے میں جہاد کرتے ہیں، ہم ان کو اپنا راستہ دکھاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ اور روحانیت کی اگر صحیح طرح تلاش کر رہے ہو، تو اس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے۔ اس لیے اللہ میاں کہتا ہے کہ دعا کرو، نمازوں اور سجدے میں دعا کرو۔

اختتاماً حضورِانور نے اپنی اوّل الذکر فرمودہ نصیحت کا اعادہ کرتے ہوئے توجہ دلائی کہ مَیں نے پہلے بتایا تھا کہ یہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مل جائے، جب اللہ تعالیٰ کی حکومت مل جائے گی تو روحانیت میں بھی ترقی ہوتی جائے گی۔ کوئی خوف اور ڈر کے مارے، جنّت اور دوزخ کے خوف کے مارے نیک عمل نہیں کرنے، نیک کام اس لیے کرنے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی اور خوش ہو جائے۔ کسی سے انسان کو محبّت ہو تو وہ اس کو خوش کرنا چاہتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اس سے محبّت کرو پھر تمہارے اندر روحانیت بڑھتی جائے گی۔

ملاقات کے اختتام پر تمام حاضرینِ مجلس کو از راہِ شفقت حضورِانور کے ہمراہ گروپ تصویر بنوانے اور بطورِ تبرک قلم حاصل کرنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔

بعد ازاں حضورِانور نے شاملینِ مجلس کی اردو کے عمدہ معیار پر بھی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے تلقین فرمائی کہ اردو سیکھنے کا فائدہ تب ہو گا جب، جو حضرت مسیح موعودؑ کا اوریجنل لٹریچر ہے، اس کو بھی اردو میں سمجھنے کی کوشش کرو تو تب سمجھ آئے گی۔ نہیں تو انگلش میں جو translation کرتے ہیں، آج کل تو ویسے ہی آسان ہوا ہے کہ artificial Intelligence کے ذریعے translation کر دیتے ہیں، وہ بڑی غلط ہو جاتی ہے۔ اب ایک مربی صاحب کل ہی مجھے بتا رہے تھے کہ ہمارے لٹریچر کی کتاب میں چھپا ہوا ہے، وہاں صحیح بخاری کا ترجمہ انہوں نے correct Bukhari کر دیا ہے۔ تو یہ صحیح نہیں ہے۔

آخر پر حضورِانور نے لاس اینجلس میں حالیہ لگنے والی آگ کی بابت دریافت فرماتے ہوئے معلوم کیا کہ کیا اس کے نتیجے میں کوئی احمدی بھی متاثر ہوئے ہیں؟ نیز استفسار فرمایا کہ پیچھے خبر لے رہے ہو، گھر اور رشتہ دار سب کے ٹھیک ٹھاک ہیں؟ نیز ذکر کیا کہ دو، تین احمدیوں کو تو وہاں سے انہوں نے evacuate کیا ہے۔

جس پر شاملینِ مجلس کی جانب سے اثبات میں تصدیق کی گئی تو حضورِانور نے الوداعی دعائیہ کلمات ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ چلو، پھر اللہ حافظ!

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 23 جنوری 2025)

* * *

## خطبہ جمعہ بطرز سوال وجواب

## غزوۂ تبوک کے ایمان افروز واقعات، منافقین کے انجام، حضرت کعب بن مالکؓ اور رفقاء کی سچی توبہ کی قبولیت، سچائی واخلاص کے درخشاں اسباق

### خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 28 نومبر 2025ء بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

**سوال:** اس خطبہ میں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کس غزوہ کے واقعات بیان فرمائے؟

**جواب:** حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے غزوۂ تبوک کے واقعات اور خصوصاً اس میں پیچھے رہ جانے والے افراد کے حالات بیان فرمائے۔

**سوال:** منافقین نے غزوۂ تبوک میں شریک نہ ہونے کے لیے کیا طریقہ اختیار کیا؟

**جواب:** منافقین نے مختلف جھوٹے بہانے اور عذر پیش کیے، قسمیں کھائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی غیر حاضری کو جائز ثابت کرنے کی کوشش کی۔

**سوال:** منافقین کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ التوبہ میں کیا فرمایا؟

**جواب:** اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ لوگ جھوٹے عذر پیش کریں گے، ان پر اعتبار نہ کیا جائے، یہ رجس (ناپاک) ہیں، اللہ ان سے راضی نہیں اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

**سوال:** جنگِ تبوک سے پیچھے رہ جانے والوں پر کیا سزا نافذ کی گئی؟

**جواب:** اللہ تعالیٰ نے ان پر سخت ناراضگی ظاہر فرمائی، انہیں فاسق قرار دیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی نماز جنازہ پڑھنے اور ان کی قبروں پر دعا کرنے سے منع فرمایا، اور آئندہ کسی جنگ میں شرکت کی اجازت نہ دینے کا حکم دیا۔

**سوال:** جنگِ تبوک سے پیچھے رہ جانے والے لوگ کتنی اقسام کے تھے؟

**جواب:** چار اقسام کے تھے:

وہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے پیچھے رہے حقیقی معذور، بیمار اور نادار افراد منافقین وہ مخلص صحابہ جو محض سستی کی وجہ سے پیچھے رہ گئے۔

**سوال:** وہ تین صحابہ کون تھے جو سستی کی وجہ سے پیچھے رہ گئے؟

**جواب:** حضرت کعب بن مالکؓ، حضرت مرارہ بن ربیعؓ، حضرت ہلال بن امیہؓ

**سوال:** حضرت کعب بن مالکؓ نے اپنی غیر حاضری کے متعلق کیا مؤقف اختیار کیا؟

**جواب:** انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سچ سچ اعتراف کیا کہ ان کے پاس کوئی حقیقی عذر نہیں تھا اور وہ محض سستی کی وجہ سے پیچھے رہ گئے۔

**سوال:** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعبؓ کو کیا فرمایا؟

**جواب:** آپؐ نے فرمایا:

’’اس شخص نے سچ کہا ہے۔ اٹھو اور انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تمہارے متعلق فیصلہ فرمائے۔‘‘

**سوال:** ان تین صحابہ کے ساتھ مسلمانوں کو کیا رویہ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا؟

**جواب:** مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ ان سے مقاطعہ کریں اور ان سے بات چیت نہ کریں۔

**سوال:** یہ مقاطعہ کتنے دن جاری رہا؟

**جواب:** یہ مقاطعہ پچاس دن جاری رہا۔

**سوال:** حضرت کعبؓ کے لیے غسان کے بادشاہ کا خط کیا معنی رکھتا تھا؟

**جواب:** یہ ان کے لیے ایک آزمائش تھی کیونکہ اس میں انہیں مدینہ چھوڑ کر غسان آنے کی دعوت دی گئی تھی، مگر حضرت کعبؓ نے اسے فوراً جلا دیا۔

**سوال:** حضرت کعبؓ نے غسان کے بادشاہ کے خط کے ساتھ کیا کیا؟

**جواب:** انہوں نے اسے تنور میں ڈال کر جلا دیا تاکہ اپنی وفاداری اور ایمان کا ثبوت دیں۔

**سوال:** اللہ تعالیٰ نے ان تین صحابہ کی توبہ کب قبول فرمائی؟

**جواب:** پچاسویں دن فجر کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔

**سوال:** حضرت کعبؓ کو خوشخبری کس طرح ملی؟

**جواب:** ایک شخص نے پہاڑ پر چڑھ کر بلند آواز سے اعلان کیا: ’’اے کعب بن مالک! تمہیں بشارت ہو!‘‘

**سوال:** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعبؓ کو کیا بشارت دی؟

**جواب:** آپؐ نے فرمایا:

’’تمہیں اس بہترین دن کی خوشخبری ہو جو تمہاری پیدائش کے دن سے لے کر آج تک تم پر آیا ہے۔‘‘

**سوال:** حضرت کعبؓ نے اپنی نجات کا سبب کیا قرار دیا؟

**جواب:** انہوں نے فرمایا کہ ان کی نجات کا سبب سچ بولنا تھا۔

**سوال:** حضرت کعبؓ کا مشہور قول کیا ہے؟

**جواب:** انہوں نے فرمایا:

’’اللہ کی قسم! اسلام کی ہدایت کے بعد مجھ پر اللہ کا سب سے بڑا انعام یہ تھا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچ بولا۔‘‘

**سوال:** اس واقعہ سے کیا اخلاقی سبق ملتا ہے؟

**جواب:** یہ سبق ملتا ہے کہ: سچائی نجات کا ذریعہ ہے، جھوٹ ہلاکت کا باعث ہے، اللہ کے حضور عاجزی اور توبہ قبولیت کا راستہ ہے، آزمائش میں ثابت قدمی کامیابی دیتی ہے۔

**سوال:** پہلے مرحوم کون تھے؟

**جواب:** مکرم حافظ محمد ابراہیم عابد صاحب مربی سلسلہ۔

**سوال:** حافظ محمد ابراہیم عابد صاحب کی نمایاں خصوصیات کیا تھیں؟

**جواب:** پیدائشی نابینا تھے، حافظ قرآن تھے، جامعہ احمدیہ سے شاہد کی ڈگری حاصل کی، غیر معمولی حافظہ رکھتے تھے، بریل زبان سیکھی۔ تقریباً 47 سال خدمتِ سلسلہ کی توفیق پائی۔

**سوال:** دوسرے مرحوم کون تھے؟

**جواب:** مکرم شیخ ابوبکر جارج صاحب (معلم سلسلہ لائبیریا)۔

**سوال:** شیخ ابوبکر جارج صاحب کی نمایاں قربانیاں کیا تھیں؟

**جواب:** اپنا مکان بطور سینٹر وقف کیا مسجد اور مشن ہاؤس کے لیے زمین دی بڑھاپے کے باوجود تبلیغی دورے کرتے رہے مالی قربانی میں نمایاں تھے۔

**سوال:** تیسرے مرحوم کا نام کیا تھا؟

**جواب:** مکرمہ ثمینہ بھنوں صاحبہ۔

**سوال:** ثمینہ بھنوں صاحبہ کی نمایاں صفات کیا تھیں؟

**جواب:** نہایت سادہ، صابرہ، شاکرہ، وقف زندگی کے تقاضے خوشدلی سے پورے کیے، مہمان نواز اور غریب پرور خلافت سے بے پناہ محبت رکھنے والی۔

**سوال:** اس خطبہ کا مرکزی پیغام کیا تھا؟

**جواب:** اس خطبہ کا مرکزی پیغام یہ تھا کہ:

سچائی، اخلاص، توبہ اور اللہ و رسول سے وفاداری انسان کو نجات دیتی ہے جبکہ نفاق، جھوٹ اور بہانے بازی انسان کو اللہ کی ناراضگی کا مستحق بناتے ہیں۔

❀❀❀

## ذکر خیر و دعا مغفرت

نہایت افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ مکرم شیخ عمران صاحب معلم سلسلہ بیروندہ ضلع دھولپور راجستھان کی ایک سڑک حادثہ میں مورخہ 23 اپریل 2026ء میں وفات ہوگئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم موصی تھے۔ ان کی تدفین 25 اپریل 2026ء کو بہشتی مقبرہ قادیان میں ہوئی۔ مرحوم کا تعلق صوبہ اڈیشہ کی معروف جماعت کیرنگ سے تھا۔ آپ 2002ء میں جامعۃ المبشرین داخل ہوئے تھے اور 2005ء میں فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ نے ہندوستان کے مختلف صوبوں میں خدمت کی توفیق پائی۔ بالخصوص صوبہ کرناٹک کے ضلع یادگیر میں آپ کو سالہا سال خدمت کی توفیق ملی۔ مرحوم ایک نڈر اور باوفا مبلغ تھے۔ باوجود شدید مخالفتوں کے کبھی گھبرائے نہیں اور نہایت اخلاص سے فریضۂ تبلیغ سرانجام دیتے رہے۔ جلسہ سالانہ قادیان کے موقعہ پر باقاعدگی سے نومبائعین کو قادیان لاتے اور ان کی تربیت کا خیال رکھتے۔

مرحوم کی بیوہ کے علاوہ تین بچتے ہیں۔ بیٹا بعمر 13 سال جو حفظ کلاس قادیان میں زیر تعلیم ہے اور دو بیٹیاں ہیں جن کی عمر 8 و 2 سال کی ہے۔ بچوں کی تعلیم وتربیت کی خاطر گزشتہ چند سالوں سے قادیان میں رکھا ہوا تھا۔ قادیان سے اس قدر محبت تھی کہ وفات سے قبل رات کو اپنی اہلیہ کو فون پر کہا کہ بچوں کو قادیان میں ہی تعلیم دلانی ہے۔ مرحوم کے والد مکرم شیخ رمضان صاحب مریض ہیں اور معمر ہیں جو اپنے بیٹے کی وفات کی اطلاع ملنے پر قادیان آئے ہوئے ہیں۔ مرحوم کو 21 سال خدمت کی توفیق ملی۔ الحمدللہ۔

ادارہ بدر اس موقع پر مرحوم کے معمر والد اور انکے اہل عیال سے دلی تعزیت کرتے ہوئے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور انکو اپنے مقام ومرتبہ سے نوازے اور ان کے اہل وعیال کا حافظ وناصر ہو۔ (آمین)

❀❀❀

ارشاد
حضرت
امیر المومنین
خلیفۃ المسیح الخامس

اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا وہی ہے جس میں تقویٰ ہے، جو اللہ تعالیٰ کا خوف اپنے دل میں رکھتا ہے، جو دوسروں کے حقوق ادا کرتا ہے، جو جھوٹی اناؤں اور تکبر سے پاک ہے۔ (خطاب جلسہ سالانہ برطانیہ 2023ء)

طالب دعا: SK Ghulam Mashi/Jaibun Nisha and with family

نونیت جیولرز NAVNEET JEWELLERS
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments
خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
’الیس اللہ بکافٍ عبدہ‘ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

# خطبہ جمعہ بطرز سوال و جواب جلسہ سالانہ یوکے 2007ء کی کامیابی پر شکرگزاری، کارکنان کی بے مثال قربانیوں کا اعتراف، صبر و استقامت کے ایمان افروز مناظر، انتظامی تجربات سے حاصل شدہ اسباق اور آئندہ کے لیے بہتر منصوبہ بندی کی جامع ہدایات

## خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 27/ جولائی 2007ء بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

**سوال:** اس خطبہ کا بنیادی موضوع کیا تھا؟

**جواب:** اس خطبہ کا بنیادی موضوع جلسہ سالانہ یوکے 2007ء کی کامیاب تکمیل پر اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرنا، کارکنان اور شاملین کی خدمات کو سراہنا، پیش آنے والی مشکلات سے سبق حاصل کرنا، آئندہ بہتر منصوبہ بندی کی تلقین کرنا اور شکرگزاری و تقویٰ کی اہمیت اجاگر کرنا تھا۔

**سوال:** حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ کی کامیابی کو کس کا فضل قرار دیا؟

**جواب:** حضور انور نے جلسہ کی کامیابی کو محض اللہ تعالیٰ کے فضل، احسان اور نصرت کا نتیجہ قرار دیا اور فرمایا کہ ہر کامیابی پر سب سے پہلے خدا تعالیٰ کا شکرادا کرنا چاہیے۔

**سوال:** حضور انور نے جلسہ سالانہ یوکے کی حیثیت کے متعلق کیا فرمایا؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا کہ جلسہ سالانہ یوکے اب نمائندگی کے لحاظ سے ایک عالمگیر جلسہ بن چکا ہے، اور جب تک خلیفۂ وقت کی یہاں موجودگی رہے گی اس کی بین الاقوامی حیثیت برقرار رہے گی۔

**سوال:** جلسہ کے دوران سب سے بڑی آزمائش کیا تھی؟

**جواب:** سب سے بڑی آزمائش غیر معمولی بارشیں، خراب موسم، کیچڑ، پارکنگ کے مسائل، ٹریفک کی مشکلات اور مہمانوں کی آمد و رفت میں پیش آنے والی دشواریاں تھیں۔

**سوال:** شدید بارشوں کے باوجود شاملین کا عمومی رویہ کیا تھا؟

**جواب:** اکثریت نے صبر، حوصلہ، تعاون اور برداشت کا اعلیٰ نمونہ دکھایا۔ انہوں نے مشکلات کے باوجود شکایت کرنے کی بجائے جلسہ کے مقصد کو مقدم رکھا۔

**سوال:** حضور انور نے چند بے صبری کے مظاہروں کے بارے میں کیا فرمایا؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا کہ بعض محدود مواقع پر بے صبری کا اظہار ہوا جو غیر احمدیوں اور نومبائعین پر اچھا اثر نہیں چھوڑتا۔ ایسے لوگوں کو استغفار کرنا چاہیے اور آئندہ صبر و تحمل سے کام لینا چاہیے۔

**سوال:** حضور انور نے احمدی جماعت کو کس مثال سے تشبیہ دی؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا کہ احمدی جماعت ایک سفید چادر کی مانند ہے، جس پر معمولی سا داغ بھی نمایاں ہوجاتا ہے۔ اس لیے ہر احمدی کو اپنا اعلیٰ اخلاقی نمونہ دکھانا چاہیے۔

**سوال:** اس تشبیہ سے کیا سبق ملتا ہے؟

**جواب:** اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ ایک احمدی کے معمولی عمل کا اثر پوری جماعت کی ساکھ پر پڑتا ہے، اس لیے ہر احمدی کو اپنے کردار میں غیر معمولی احتیاط برتنی چاہیے۔

**سوال:** خراب موسم نے انتظامیہ کو کیا فائدہ پہنچایا؟

**جواب:** اس آزمائش نے انتظامیہ کی کمزوریوں اور خامیوں کو واضح کیا اور مستقبل میں بہتر منصوبہ بندی کے لیے رہنمائی فراہم کی۔

**سوال:** پارکنگ کے نظام میں کیا مسئلہ پیش آیا؟

**جواب:** گاڑیوں سے سواریاں اتارنے اور پھر ڈرائیورز کو متبادل پارکنگ تک بھیجنے کے طریقہ کار سے شدید ٹریفک جام پیدا ہوا، سڑکیں بلاک ہوئیں اور بعض مقامات پر بے ترتیبی پیدا ہوئی۔

**سوال:** پولیس کے رویہ کے متعلق کیا فرمایا گیا؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا کہ پولیس نے بعض مقامات پر جلد بازی اور غیر ضروری گھبراہٹ کا مظاہرہ کیا، جس سے صورت حال کچھ پیچیدہ ہوئی۔

**سوال:** آئندہ سال کے لیے پارکنگ کے متعلق کیا تجاویز دی گئیں؟

**جواب:** مرکزی مقامات سے بس سروس چلائی جائے، کاریں براہ راست متبادل پارکنگ میں جائیں انتظارگاہیں، شیڈز، چائے اور سہولیات فراہم ہوں، حدیقۃ المہدی میں بہتر منصوبہ بندی کی جائے

**سوال:** اگلے سال جلسہ کی اہمیت کیوں زیادہ تھی؟

**جواب:** کیونکہ اگلا جلسہ خلافت جوبلی کے حوالے سے منعقد ہونا تھا، اس لیے زیادہ حاضری اور وسیع انتظامات کی توقع تھی۔

**سوال:** شاملین نے بارش کے باوجود کس جذبے کا اظہار کیا؟

**جواب:** انہوں نے صبر، استقامت، اطاعت اور جلسہ کے روحانی مقصد سے وابستگی کا عظیم نمونہ پیش کیا۔

**سوال:** حضور انور نے جماعت کے متعلق محبت بھرے الفاظ میں کیا فرمایا؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: ’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ جماعت بھی عجیب جماعت ہے۔ پیار آتا ہے اس جماعت پر۔‘‘

**سوال:** کارکنان کی خدمات کے متعلق کیا فرمایا؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا کہ تمام کارکنان نے بے لوث ہوکر دن رات محنت کی، شدید بارش اور کیچڑ کے باوجود خدمتِ مہماناں میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

**سوال:** کارکنان میں کون کون شامل تھے؟

**جواب:** ناظمین، منتظمین، معاونین، خدام، لجنہ، اطفال، مختلف شعبہ جات کے رضاکار

**سوال:** کارکنان نے کن مشکلات کا سامنا کیا؟

**جواب:** شدید بارش، کیچڑ، رات دیر تک ڈیوٹی، گاڑیوں کو دھکے دینا، مسلسل جسمانی مشقت، نیند اور آرام کی کمی

**سوال:** یوگنڈا کے وزیر نے کارکنان کے بارے میں کیا تأثر دیا؟

**جواب:** انہوں نے کہا کہ وہ اس جذبۂ خدمت سے بے حد متاثر ہوئے کہ اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگ بھی بغیر کسی دنیاوی فائدے کے عاجزی سے خدمت کررہے تھے۔

**سوال:** حضور انور نے اس تأثر کے جواب میں کیا فرمایا؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: ’’یہی تو احمدیت کی خوبصورتی ہے۔‘‘

**سوال:** ایم ٹی اے کے کارکنان کی خدمات کیا تھیں؟

**جواب:** انہوں نے چوبیس گھنٹے مسلسل محنت کرکے جلسہ کی کارروائی دنیا بھر میں براہ راست پہنچائی۔

**سوال:** ایم ٹی اے کی نشریات کا عالمی اثر کیا ہوا؟

**جواب:** دنیا بھر کے احمدیوں نے ایسے محسوس کیا جیسے وہ خود جلسہ گاہ میں موجود ہوں۔ اس پر بے شمار شکریہ کے خطوط موصول ہوئے۔

**سوال:** بعض ایم ٹی اے کارکنان کی حالت کیسی ہو گئی تھی؟

**جواب:** شدید تھکاوٹ اور مسلسل جاگنے کی وجہ سے بعض کارکن اتنے نڈھال ہوگئے کہ کیچڑ میں گر کر سوگئے۔

**سوال:** غیر از جماعت مہمانوں کا مجموعی تأثر کیا تھا؟

**جواب:** انہوں نے جلسہ کے نظم، اخلاص، محبت، قربانی اور اسلامی روحانیت کو بے حد متاثر کن قرار دیا۔

❀ ❀ ❀

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

Love for All Hatred for None
99493-56387
Prop:Muhammad Saleem
MASROOR HOTEL
TEA,TIFFIN,MEALS,CHICKEN-BIRYANI,FAST-FOOD AVAILABLE HERE
Near Naidu Petrol Pump, Khammam Rd. Warangal (Telengana)
طالب دعا: محمد سلیم (ضلع نائب امیر جماعت احمدیہ ورنگل، تلنگانہ)

Z.A. Tahir Khan
M.Sc. (Chemistry) B.Ed.
DIRECTOR
طالب دعا
Z.A.TAHIR KHAN
Director oxford N.T.T.College
Jaipur (Rajasthan)
TEACHER TRAINING
OXFORD N.T.T. COLLEGE
(Teacher Training)
(A unit of Oxford Group of Education)
Affialiated by A.I.I.C.C.E. New Delhi 110001
0141-2615111- 7357615111
oxfordnttcollege@gmail.com
Add. Fateh Tiba Adarsh Nagar, Jaipur-04
Reg. No. AIICCE-0289/Raj.

CHANDIGARH DIAGNOSTIC LABORATORY
Thane wala Chowk, Thikriwal Rd (Darul Salam Kothi Rd)
(Near Canara and Punjab & Sind Bank Qadian)
ہمارے یہاں ہر طرح کے جسمانی ٹیسٹ خون، پیشاب، بلغم، بایوپسی، وغیرہ کمپیوٹرائزڈ دستیاب ہیں
**ہمارے ساتھی:** SRL-Super Ranbaxy Lab,Thyrocare Mumbai
چوہدری محمد خضر باجوہ صاحب درویش قادیان لقمان احمد باجوہ صاحب
پروپرائٹر : عمران احمد باجوہ، رضوان احمد باجوہ فون نمبر: +91-85579-01648 ,+91-96465-61639

**وصایا** منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

**مسل نمبر** 12590: میں شیخ نظام الدین ولد مکرم سوگات احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت پیدائش 19 اگست 1976ء تاریخ بیعت 2006ء ساکن: khayapur بلکولائی ہاوڑہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 22 ستمبر 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/5,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شہادت حسین راج العبد: شیخ نظام الدین گواہ: شیخ صلاح الدین

**مسل نمبر** 12591: میں شیخ تفضّل ولد مکرم شیخ فرزان احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت تاریخ بیعت 2006ء پیدائشی احمدی ساکن: اکسارہ چامپ ریل ہاوڑہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 22 ستمبر 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/2,500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد صغیر عالم العبد: شیخ تفضّل گواہ: شیخ صلاح الدین

**مسل نمبر** 12592: میں دلال شیخ ولد مکرم منصور شیخ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ زمین داری تاریخ پیدائش: 21 فروری 1973ء تاریخ بیعت 1990ء پیدائشی احمدی ساکن: ابراہیم پور بھرت پور مرشدآباد بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 3 اکتوبر 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ 120 ڈسمل زمین کھیتی خاکسار کے نام ہے، 4 ڈسمل پر خاکسار کا مکان ہے میرا گزارہ آمد از زمین داری ماہوار -/4,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: قاضی طارق احمد العبد: دلال شیخ گواہ: محمد صغیر عالم

**مسل نمبر** 12593: میں ریشمی خاتون زوجہ مکرم محمد شمشل عالم احمدی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 16 ستمبر 1997ء پیدائشی احمدی ساکن: چندائی بھانکرہ ویسٹ بنگال بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 24 ستمبر 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: کان کی بالی 5 گرام، گلے کا ہار 12 گرام، ہاتھ کا کنگن 20 گرام، انگوٹھی 2 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ)۔ حق مہر -/18,000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد صغیر عالم الامۃ: ریشمہ خاتون گواہ: رفیق الاسلام

**مسل نمبر** 12594: میں شیخ اسلام حسین ولد مکرم شیخ Jansub حسین صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت تاریخ پیدائش: 19 مئی 1986ء تاریخ بیعت 1994ء ساکن: کندنگا بھگلپور بھانکرہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 24 ستمبر 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ زمین: 22 ستک اسکا کھتیان نمبر 627 ہے پلاٹ نمبر 132۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/6,500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شہادت حسین راج العبد: شیخ اسلام حسین گواہ: رفیق الاسلام

---

# نماز جنازہ حاضر وغائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 8 نومبر 2025ء بروز ہفتہ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر وغائب پڑھائی۔

### (نماز جنازہ حاضر)

### مکرم محمود احمد صاحب

### ابن مکرم احمد دین صاحب (مچم پارک۔ یوکے)

یکم نومبر ۲۰۲۵ء کو ۷۷ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم بچپن سے ہی نماز، روزہ کے پابند اور بڑے التزام سے قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ آپ بڑے صابر وشاکر، سخی دل، فرشتہ صفت، نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم نے مسجد فضل لندن کی ضیافت ٹیم میں خدمت کی توفیق پائی۔ جلسہ سالانہ کے مہمانوں کو اپنے گھر میں ٹھہرایا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ مرحوم کے ایک بیٹے مکرم عطاء البصیر صاحب مربی سلسلہ ہیں۔

### (نماز جنازہ غائب)

### (1) مکرمہ آنسہ شکور صاحبہ

### اہلیہ مکرم عبد الشکور صاحب (ربوہ)

۱۸/اگست ۲۰۲۵ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ مکرم عبد الحمید صاحب درویش قادیان کی بیٹی تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، خلافت سے بے پناہ عقیدت رکھنے والی ایک مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

### (2) مکرم حبیب احمد صاحب

### ابن مکرم مبارک احمد صاحب (ربوہ)

۲۸/اگست ۲۰۲۵ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ نے اکتالیس سال صدر انجمن احمدیہ پاکستان میں خدمت کی توفیق پائی اور جولائی ۲۰۲۵ء میں نظارت بیت المال آمد سے ریٹائر ہوئے۔ مرحوم نے مجلس خدام الاحمدیہ مقامی میں بلاک لیڈر کے علاوہ اپنے حلقہ دارالنصر شرقی محمود میں سیکرٹری مال کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند ایک نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں شامل ہیں۔

### (3) مکرم ملک بشیر احمد اعوان صاحب

### ابن مکرم ملک محمد عظیم صاحب

### (پنشنر وقف جدید انجمن احمدیہ۔ حال جرمنی)

۲۵/اپریل ۲۰۲۵ء کو ۸۴ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ میٹرک کے بعد مرحوم نے کچھ عرصہ افواج پاکستان میں گزارا اور ۱۹۶۵ء کی جنگ میں بھی شرکت کی۔ ۱۹۶۹ء میں آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے زیر سایہ وقف جدید میں بطور انسپکٹر مال جماعتی خدمت شروع کی اور اللہ کے فضل سے ایک واقف زندگی کی طرح اپنے عہد کو نبھایا اور وہیں سے پنشنر ہوئے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد آپ محلہ دارالیمن شرقی احسان میں تقریباً ۲۰ سال تک بطور سیکرٹری مال خدمت کرتے رہے۔ خلافت سے وفا کا گہرا تعلق تھا۔ کثرت عیال کے باوجود بچوں کو اچھی تعلیم دلوائی۔ توکل علی اللہ کی اعلیٰ مثال تھے۔ اپنی اولاد کو اپنی کم آمدنی کا کبھی احساس نہیں ہونے دیا۔ ۶ سال قبل اہلیہ کی وفات کے بعد اپنے بچوں کے پاس جرمنی چلے گئے تھے۔ وہاں جاتے ہی بیمار ہوگئے اور بڑے صبر وحوصلہ سے بیماری کا مقابلہ کیا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ۶ بیٹے اور ۴ بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم صفوان احمد ملک صاحب (آفس انچارج شعبہ تبلیغ جرمنی) اور مکرم ملک صلاح الدین احمد صاحب (سیکرٹری تحریکات جرمنی) کے والد تھے۔ آپ کے تمام بچے کسی نہ کسی رنگ میں جماعتی خدمت سے وابستہ ہیں۔

### (4) مکرم شیخ محمد ندیم حیات صاحب (مغلپورہ لاہور)

۲۳/ستمبر ۲۰۲۵ء کو ۶۵ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت منشی عطاء محمد صاحب رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے تھے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، تہجد گزار، کثرت سے درود شریف اور دعاؤں میں مشغول رہنے والے ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ اولاد کو ہمیشہ یہی تلقین کرتے کہ خدا تعالیٰ کو کبھی نہ چھوڑنا اور جماعت کے دامن کو مضبوطی سے تھام کے رکھنا۔ آپ کو تبلیغ کا بہت شوق تھا اور آخری دم تک یہ سلسلہ جاری رکھا۔ آپ کو سات بیعتیں کروانے کی بھی توفیق ملی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

### (5) مکرمہ رشیدہ طاہر صاحبہ

### اہلیہ مکرم طاہر محمود صاحب (معلم سلسلہ۔ ربوہ)

۲۲/اکتوبر ۲۰۲۵ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ نمازوں اور تلاوت قرآن کی پابند، تہجد گزار، مہمان نواز، بہت دعائیں کرنے والی، صابرہ و شاکرہ، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ کوئی بھی جماعتی مہمان گھر آتا تو اپنی کمزوری اور بیماری کے باوجود ان کی خدمت کے لیے اٹھ کھڑی ہوتیں بلکہ وہ ہمیشہ اپنی بیماری سے اس لیے بڑی ہمت سے لڑتی تھیں کہ ان کا خاوند ایک واقف زندگی ہے اگر میں ہمت ہار گئی تو ان کو کون دیکھے گا۔ بیٹے نے بتایا کہ میں کبھی انڈونیشیا سے پاکستان جاتا اور کبھی زور دیتا کہ وہ ملنے آئیں تو والدہ کہتیں کہ

تمہارے والدین کی خدمت پر مامور ہیں، ان کو تنگ نہ کیا کرو بلکہ وہ خود بھی ایک دو دن ملنے کے بعد واپس چلی جاتی تھیں کہ میں نے ان کا خیال رکھنا ہے۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم لبیب احمد اطہر صاحب (مربی سلسلہ۔ متعلم انڈونیشین زبان حال مقیم انڈونیشیا) کی والدہ تھیں۔

### (6) مکرم شوکت علی گوندل صاحب
### ابن مکرم محمد ظفر صاحب (مڈغاسکر)

۱۷/جون ۲۰۲۵ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، بڑی ہردل عزیز شخصیت کے مالک ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ مہمان نوازی کا وصف آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ دوسروں کے لیے آسانیاں پیدا کرنا ان کی زندگی کا واحد مقصد تھا۔ جماعتی مہمانوں اور واقفین زندگی کا بے حد احترام کرتے تھے۔ اپنے بہن بھائیوں میں سب سے بڑے تھے اور سب کا بہت خیال رکھتے تھے۔ ۲۰۲۳ء میں پاکستان میں جماعتی مخالفت کی وجہ سے اہلیہ اور بیٹے کے ساتھ مڈغاسکر شفٹ ہوئے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم ندیم احمد صاحب اور مکرم صباحت مصطفیٰ صاحب (مربی سلسلہ تنزانیہ) کے سسر تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

* * *

## داخلہ دار الصناعت قادیان
## سیشن 2026-27ء

(احمدی طلباء متوجہ ہوں داخلہ شروع ہے)

(Ahmadiyya Vocational Training Centre)

دار الصناعت قادیان کا قیام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری وخصوصی راہ نمائی سے 2010ء میں ہوا۔ ادارہ کا خاص مقصد احمدی طلباء کو ہنرمند بنانا اور ٹیکنکل کورس سکھا کر روزگار کے مواقع پیدا کرنا ہے۔ دار الصناعت قادیان سرکاری ادارہ NSIC دہلی اور ISO رجسٹرڈ ہے۔ جس میں ایک سال کے مندرجہ ذیل کورسز کروائے جاتے ہیں:

(1.)Computer applications (2.)Plumbing (3.)Electrician
(4.)Motor vehicle mechanic (5.)Diesel mechanic (6.)Welding
(7.)A.C & Refrigerator

بیرون قادیان سے آنے والے احمدی طلباء کے لئے Hostel و Mess کا انتظام موجود ہے۔ رہائش اور Food کی کوئی فیس نہیں ہے۔ صرف کورس کی بورڈ فیس آسان اقساط میں لی جاتی ہے۔ ایسے احمدی نوجوان جو اپنے اسکول کی تعلیم مکمّل نہیں کر سکے یا 8th اور 10th کے بعد ٹیکنیکل کورس کرنے کے خواہشمند ہوں داخلہ کے لئے جلد رابطہ کریں۔ احمدی بچّوں کی دینی تعلیم کا بھی انتظام موجود ہے۔ نئے سیشن 2026-27ء کے لئے داخلہ شروع ہو گیا ہے۔ جس کی کلاسز 01 اگست 2026ء سے شروع ہوں گی۔

مزید معلومات کے لئے مندرجہ ذیل نمبرز و email.id پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

darulsanaat.qadian@gmail.com

*9872725895,*8604024043

(پرنسپل دار الصناعت قادیان)

## غیر اقوام میں شادی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’ہماری قوم میں یہ بھی ایک بد رسم ہے کہ دوسری قوم کو لڑکی دینا پسند نہیں کرتے بلکہ حتی الوسع لینا بھی پسند نہیں کرتے یہ سراسر تکبر اور نخوت کا طریقہ ہے جو احکام شریعت کے بالکل برخلاف ہے بنی آدم سب خدا تعالیٰ کے بندے ہیں رشتہ ناطہ میں یہ دیکھنا چاہئے کہ جس سے نکاح کیا جاتا ہے وہ نیک بخت اور نیک وضع آدمی ہے اور کسی ایسی آفت میں مبتلا تو نہیں جو موجب فتنہ ہو اور یاد رکھنا چاہئے کہ اسلام میں قوموں کا کچھ بھی لحاظ نہیں صرف تقوی اور نیک بختی کا لحاظ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقکم (الحجرات: 14) یعنی تم میں سے خدا تعالیٰ کے نزدیک زیادہ تر بزرگ وہی ہے جو زیادہ تر پرہیزگار ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 48، 49)

## حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے جلسہ سالانہ میکسیکو ۲۰۲۵ء کے موقع پر بصیرت افروز پیغام کا اردو مفہوم

پیارے احباب جماعت احمدیہ میکسیکو

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے بہت خوشی ہے کہ آپ اپنا چھٹا جلسہ سالانہ مورخہ ۱۲ و ۱۳/ستمبر ۲۰۲۵ء کو منعقد کر رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے جلسہ کو بڑی کامیابی سے نوازے اور آپ سب بے انتہا فضلوں کے وارث بنیں اور ہمارے دین اسلام کی خوبصورت اور پُرامن تعلیمات اور آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی راہنمائی کے متعلق اپنے علم اور فہم کو بڑھانے والے ہوں۔

جیسا کہ میں نے حال ہی میں جرمنی کے جلسہ سالانہ کے موقع پر سب کو یاددہانی کروائی تھی، تمام شاملین کو دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ انہیں جلسہ میں آنے کے مقصد کو حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ کو اس خیال سے اکٹھا نہیں ہونا چاہیے کہ یہ محض ایک عام اجتماع ہے، بلکہ آپ کو ان دنوں کے دوران اپنی علمی اور روحانی حالتوں کو بہتر بنانے کا عہد کرنا چاہیے۔ آپ سب کو اپنا وقت ذکرِ الٰہی اور دعا میں گزارنا چاہیے اور جماعت کی ترقی نیز شر سے محفوظ رہنے کے لیے دعا کرنی چاہیے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا: ’’اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقات اخوّت استحکام پذیر ہوں گے......‘‘

(اشتہار ۷/دسمبر ۱۸۹۲ء، مجموعہ اشتہارات جلد ا صفحہ ۳۶۰، ایڈیشن ۲۰۱۹ء)

میں آپ کو نصیحت کرتا ہو کہ جلسہ کے مقدس ماحول سے بھرپور فائدہ اٹھانے اور اپنے تقویٰ یعنی راستبازی کے معیار کو بڑھانے کی کوشش کریں اور اپنے اندر اللہ تعالیٰ کا حقیقی خوف پیدا کریں۔ آپ کو مسلسل خود احتسابی سے کام لینا چاہیے اور اپنی اندرونی حالتوں کو بہتر کرنے کی ہر ممکنہ کوشش کریں تا کہ آپ ان بلند معیاروں کو پاسکیں جن کی توقع حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کے ممبران سے کی ہے۔

یقیناً یہ جلسہ آپ کے دلوں میں نرمی، شفقت اور عاجزی پیدا کرنے والا ہونا چاہیے۔ یہ جماعت کے اندر پیار اور بھائی چارہ کے رشتوں کو بڑھانے کا ذریعہ ہونا چاہیے اور نہ صرف ایک دوسرے کا خیال رکھنے میں بلکہ باقی انسانیت کی بھی خدمت کرنے میں آپ کو ایک عمدہ مثال قائم کرنے والا بنانا چاہیے۔ آپ کو اپنے روزمرہ کے طرز عمل اور رویّے میں عاجزی اور نرمی پیدا کرنی چاہیے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ اسلام کی خدمت کا شوق اور جذبہ نیز ہمارے خالق اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک زندہ تعلق قائم کرنا چاہیے۔

آپ کو بیعت کی تمام شرائط پر عمل کرنے کی کوشش بھی کرنی چاہیے۔ یہ شرائط بیعت آپ کی زندگی کی مشعل راہ ہونی چاہئیں اور اگر آپ اپنے آپ کو ان شرائط کے مطابق ڈھالیں، خود احتسابی کرتے ہوئے اپنے روزمرہ کے کاموں اور اعمال کا دوبارہ جائزہ لیں گے تب ہی آپ زیادہ بہتر احمدی مسلمان بن سکتے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں آپ دنیا میں ایک حقیقی روحانی انقلاب پیدا کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ایسا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مَیں آپ کو تاکید کرتا ہوں کہ خلافت احمدیہ کے الٰہی نظام کو ہمیشہ اولین ترجیح دیں۔ یاد رکھیں کہ خلافت احمدیہ کا کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو آگے بڑھانا ہے۔ جب احمدی خلیفۃ المسیح کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں، تو یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اس عہد کو پورا کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کریں۔ اگر جماعت کا ہر ممبر خلیفۃ المسیح کی دی ہوئی ہدایات اور راہنمائی پر اخلاص سے عمل کرے تو اطاعت اور اتحاد کے اعلیٰ ترین معیار قائم ہوں گے اور اس کے نتیجے میں جماعت انسانیت کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف واپس لانے اور دنیا میں امن وہم آہنگی قائم کرنے کے اپنے کام میں بہت ترقی کرے گی۔

لہٰذا خلیفۃ المسیح کے ساتھ ایک قریبی تعلق قائم کرنے کی کوشش کریں اور ہمیشہ وفادار رہیں۔ آپ کو ایم ٹی اے کثرت سے دیکھنا چاہیے اور اپنے اہل خصوصاً اپنے بچوں کو بھی اس کی تلقین کرتے رہیں۔ خصوصی طور پر آپ کو میرے خطبات جمعہ اور دیگر مواقع پر دیے گئے خطابات باقاعدگی سے سننے چاہئیں۔

میں آپ کو تبلیغ کے حوالے سے آپ کی اہم ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں جو ہر احمدی مسلمان کے لیے لازمی ہے۔ آپ کو حکمت عملی سے منصوبہ بندی کرنی چاہیے اور میکسیکو کے تمام لوگوں تک اسلام احمدیت کا پُرامن پیغام پہنچانے کے لیے نئے اور مؤثر ذرائع ڈھونڈنے چاہئیں۔

آخر پر میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ آپ اپنے جلسہ کی کارروائی سے بھرپور استفادہ کریں اور اپنے ایمان کو مضبوط کریں۔ خدا تعالیٰ آپ کی زندگیوں میں ایک حقیقی تبدیلی پیدا فرمائے اور تقویٰ اور نیک اعمال میں بڑھائے نیز اسلام اور انسانیت کی خدمت کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب پر فضل فرمائے۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 14 مئی 2025)

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57
ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA
Postal Reg. No. GDP/001/2026-28 Vol. 75 Thursday 21 May - 2026 Issue. 21

ACT. MANAGER
ATHAR AHMAD SHAMIM
Mobile : +91 99153 79255
e-mail:managerbadrqnd@gmail.com

**ANNUAL SUBSCRIPTION** : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro ( **WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

خلاصہ خطبہ جمعہ

# عاجزی وانکساری کی روشنی میں آنحضورﷺ کے اخلاقِ فاضلہ کا دل آویز تذکرہ

**خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت اقدس امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 15 مئی 2026ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے**

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم اس بات پر یقین اور ایمان رکھتے ہیں کہ اگر دنیا میں کوئی کامل انسان پیدا ہوا ہے تو وہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ آپؐ سے پہلے اور نہ بعد میں کوئی کامل انسان پیدا نہیں ہوا۔ حقوق اللہ کی ادائیگی ہو یا حقوق العباد کی ادائیگی، آپؐ کی ذات میں تمام اعلیٰ اخلاق جمع نظر آتے ہیں۔

آپؐ کے اعلیٰ ترین اخلاق میں سے ایک خلق عاجزی اور انکساری کا بھی ہے۔

آنحضورﷺ نے اپنے ماننے والوں کو ہمیشہ عاجزی اختیار کرنے کی تلقین فرمائی۔ آنحضورﷺ کے اِس اعلیٰ خلق کا اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں اعلان کرنے کا ارشاد فرمایا کہ قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ۔ یعنی تُو انہیں کہہ دے کہ مَیں تمہاری طرح ایک بشر ہی ہوں۔

آج اسی حوالے سے مَیں بعض احادیث اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے بعض ارشادات پیش کروں گا۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے بڑھ کر دنیا میں کسی کامل انسان کا نمونہ موجود نہیں اور نہ آئندہ قیامت تک ہوسکتا ہے۔ پھر دیکھو کہ اقتداری معجزات کے ملنے پر بھی حضورﷺ کے شاملِ حال ہمیشہ عبودیت ہی تھی اور بار بار اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُكُمۡ ہی فرماتے رہے۔

فرمایا: خالی شیخیوں سے اور بے جا تکبر بڑائی سے پرہیز کرنا چاہیے اور انکساری اور تواضع اختیار کرنی چاہیے۔ دیکھو! آنحضرتﷺ جو کہ حقیقتاً سب سے بڑے اور مستحق بزرگی تھے اُن کے انکسار اور تواضع کا ایک نمونہ قرآن کریم میں موجود ہے۔ لکھا ہے کہ ایک اندھا آنحضرتﷺ کی خدمت میں آکر قرآن کریم پڑھا کرتا تھا۔ ایک دن آپؐ کے پاس عمائدِ مکّہ اور رؤسائے شہر جمع تھے اور آپؐ ان سے باتوں میں مصروف تھے۔ اس اندھے نے تھوڑی دیر انتظار کیا اور پھر چلا گیا۔ فرمایا یہ ایک معمولی بات ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق سورت نازل فرمادی۔ اس پر آنحضرتﷺ اس کے گھر پر گئے اور اسے ساتھ لاکر اپنی چادرِ مبارک پر بٹھایا۔ اصل بات یہ ہے کہ جن لوگوں کے دلوں میں عظمتِ الٰہی ہوتی ہے انہیں لازماً خاکسار اور متواضع بننا پڑتا ہے کیونکہ وہ خدا کی بے نیازی سے ہمیشہ ترساں و لرزاں رہتے ہیں۔

حضورِانور نے فرمایا کہ یہ محض ایک واقعہ نہیں جو قرآن کریم میں بیان ہوا ہے یا حضرت مسیح موعودؑ نے بیان فرمایا ہے بلکہ یہ ایک سبق ہے جو ہمیں دیا گیا ہے کہ آنحضرتﷺ تمہارے لیے اسوۂ حسنہ ہیں۔ پس اگر آپؐ کی محبت کا دعویٰ ہے تو تم بھی عاجزی اور انکساری کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی کوشش کرو۔

رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ ہر انسان کے سر کے ساتھ دو زنجیریں بندھی ہوئی ہیں۔ ایک زنجیر آسمان کی طرف ہے اور ایک زنجیر زمین کی طرف ہے۔ جب بندا عاجزی اور فروتنی اختیار کرتا ہے تو وہ فرشتہ جس کے ہاتھ میں آسمان والی زنجیر ہے وہ اُس زنجیر کو اوپر اٹھا لیتا ہے، اور جب وہ غرور اور تکبر کرتا ہے تو زمین والی زنجیر اسے نیچے کھینچ لیتی ہے۔

آنحضورﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ عاجزی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ساتویں آسمان تک بلند کر دیتا ہے۔

آنحضورﷺ نے فرمایا: صدقہ مال میں سے کچھ بھی کم نہیں کرتا اور اللہ کسی انسان کو عفو کی وجہ سے نہیں بڑھاتا مگر عزت میں اور کوئی اللہ کے لیے تواضع اختیار نہیں کرتا مگر اللہ اُسے بلندی عطا کرتا ہے۔

آنحضورﷺ کے اپنے لیے عاجزی کے کیا معیار تھے۔ اس حوالے سے حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے نبیﷺ کو مخاطب کر کے کہا کہ اے ہمارے سردار ابنِ سردار! اے خیر ابنِ خیر! اس کی یہ بات سُن کر آپؐ نے فرمایا کہ لوگو! تقویٰ کو اپنے اوپر لازم کرلو، شیطان تمہیں بہکا نہ دے۔ مَیں محمد بن عبداللہ ہوں۔ اللہ کا بندہ اور اس کا پیمبر۔ اللہ کی قسم! مَیں یہ پسند نہیں کرتا کہ تم مجھے اُس مرتبے سے جو مجھے اللہ نے دیا ہے بڑھا چڑھا کر بیان کرو۔

اسی طرح آنحضورﷺ نے فرمایا کہ کسی کو اُس کا عمل جنّت میں داخل نہیں کرے گا۔ صحابہؓ نے کہا کہ یا رسول اللہﷺ! آپ کو بھی؟ آپؐ نے فرمایا نہیں! مجھے بھی نہیں۔ سوائے اس کے کہ اللہ مجھے اپنے فضل میں ڈھانپ لے۔

رسول اللہﷺ یہ دعا کیا کرتے کہ اے میرے اللہ! مجھے مسکین کے طور پر زندہ رکھ، اور مسکین کے طور پر موت دینا اور مسکینوں کے گروہ میں مجھے اٹھانا۔

ایک عورت جس کی عقل میں کچھ فرق تھا اس نے آپؐ سے کہا کہ اے محمد (ﷺ)! مجھے آپؐ سے کام ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اے امِّ فلاں! تُو جس گلی میں بھی چاہتی ہے مجھے لے چل یہاں تک کہ مَیں تیرا کام کر دوں۔

رسول اللہﷺ انصار کے پاس جاتے تو ان کے بچوں کو سلام کرتے ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے اور ان کے لیے دعا کیا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ ایک آدمی آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ سے بات کی۔ آنحضورﷺ کے رعب کی وجہ سے اُس کے کندھے کانپنے لگے تو آپؐ نے فرمایا کہ اطمینان رکھو! مَیں کوئی بادشاہ نہیں مَیں تو ایک ایسی عورت کا بیٹا ہوں جو خشک گوشت کھایا کرتی تھی۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبیﷺ کو جیسے جیسے کامیابیاں عطا کیں، آپؐ ویسے ویسے عاجزی اور فروتنی اختیار کرتے چلے گئے۔

آنحضورﷺ نے فرمایا کہ میری تعریف میں مبالغہ نہ کرو جیسے نصاریٰ نے ابنِ مریم کی تعریف میں مبالغہ کیا۔ مَیں تو صرف اللہ کا بندہ ہوں۔ تم صرف یہ کہو کہ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول۔

آنحضورﷺ نے فرمایا کہ کسی کو نہ چاہیے کہ وہ کہے کہ مَیں یونس بن متیٰ سے افضل ہوں۔ باوجود افضل ہونے کہ آپؐ نے افضلیت کے اظہار سے عاجزی کی وجہ سے منع فرمادیا۔

ایک شخص نے آپؐ کو خیر البریّہ کہہ کر مخاطب کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ وہ ابراہیمؑ تھے۔ حضورِانور نے فرمایا کہ یقیناً آنحضورﷺ مخلوق میں سب سے بہترین تھے اور ہیں اور خیر البریّہ ہیں مگر آپؐ نے انتہائی عاجزی سے اسے حضرت ابراہیمؑ کی طرف منسوب کر دیا۔

جب مکّہ فتح ہوگیا تو آنحضورﷺ نے ایک لاکھ صحابہؓ کے ساتھ حج فرمایا اور اُس وقت آپؐ کی فروتنی کا یہ عالَم تھا کہ آپؐ نے ایک عام کجاوے والی سواری پر حج کیا، آپؐ کی چادر چار درہم کے برابر بلکہ اس سے بھی کم تر تھی۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ احمدؐ نام مظہرِ جمال اور اس کے بالمقابل محمدؐ نام مظہرِ جلال ہے۔ وجہ یہ ہے کہ محمد نام میں سِرِ محبوبیت ہے، جبکہ اسمِ احمد میں سّرِ عاشقیت پوشیدہ ہے...... محبوبیت جو اسمِ محمد میں مخفی تھی صحابہ کے ذریعے سے ظہور میں آئی اور جو لوگ ہتک کرنے والے اور گردن کش تھے محبوبِ الٰہی ہونے کے جلال نے ان کی سرکوبی کی۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہﷺ مریض کی عیادت فرماتے، جنازے پر تشریف لاتے اور گدھے پر سوار ہو جاتے۔ غلام کی دعوت قبول فرماتے۔

آنحضورﷺ معمولی کھانے کی دعوت بھی قبول فرمالیا کرتے تھے اور فرماتے کہ مجھے اگر بکری کی دستی یا اس کے پایہ کی دعوت پر بھی مدعو کیا جائے تو مَیں اسے قبول کروں گا۔

آنحضورﷺ لوگوں کے جذبات کا کس قدر خیال رکھتے تھے۔ اس کی مثال یوں ملتی ہے کہ آپؐ نے ایک مرتبہ ایک کوڑھی کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنے ساتھ پیالے میں شامل کیا اور فرمایا کہ اللہ کا نام لے کر کھاؤ، اُس پر بھروسہ کرتے ہوئے اور توکّل کرتے ہوئے کھاؤ۔

آنحضرتﷺ نے ایک سفر میں بکری کا گوشت پکانے کا ارشاد فرمایا تو لوگوں نے بکری کو ذبح کرنا، کھال اتارنا اور کھانا پکانا وغیرہ کام اپنے اپنے ذمہ لے لیے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ ایندھن جمع کرنا میرے ذمہ ہوا۔ صحابہؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہﷺ! ہم آپؐ کے لیے کافی ہیں۔ اس پر آنحضورﷺ نے فرمایا کہمَیں جانتا ہوں کہ تم کافی ہو مگر مَیں نہیں چاہتا کہ مَیں تم میں ممتاز ہوں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا کہ اس کا بندہ لوگوں میں ممتاز نظر آئے۔

حضرت عائشہؓ نے فرمایا ہے کہ نبیﷺ گھر کے کام کاج میں گھر والوں کی مدد کیا کرتے تھے اور جب نماز کا وقت ہوتا تو آپؐ نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔ حضورِانور نے فرمایا کہ اس میں اُن مردوں کے لیے بھی ہدایت ہے جو گھر کے کام کاج سے بالکل انکاری ہو جاتے ہیں اور پھر بیویوں کو شکایت پیدا ہوتی ہے۔

آنحضورﷺ اپنے جوتے کی خود مرمت کر لیتے تھے، اپنا کپڑا سی لیتے تھے اور اپنے گھر میں اُسی طرح کام کیا کرتے تھے جیسے تم میں سے کوئی اپنے گھر میں کام کرتا ہے۔

حضورِانور نے فرمایا کہ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہؓ بھی اپنے گھر میں بیویوں کا ہاتھ بٹایا کرتے تھے، مگر یہاں یہ بھی واضح ہو کہ گھر کے کام کاج کی اصل ذمہ داری بیویوں کی ہے۔

آپؐ نے ہمیشہ ترجیحی سلوک سے انکار کیا، آنحضورﷺ نے مسجدِ نبوی کی تعمیر میں اینٹیں ڈھونے کے کام میں لوگوں کا ساتھ دیا، خندق کھودے جانے کے وقت مٹی ڈھوئی، اور حالت یہ تھی کہ مٹی نے آپؐ کے سینے کے بالوں کو چھپایا ہوا تھا۔

ایک موقعے پر صحابہؓ آپؐ کے تشریف لانے پر کھڑے ہوئے تو آپؐ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو جیسے اہلِ فارس اپنے بڑوں کے لیے کرتے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ نبیﷺ اپنے آنے پر لوگوں کو کھڑے ہونے سے منع فرمایا کرتے تھے اور فرماتے کہ یہ تو ایرانیوں کا رواج ہے۔ مَیں کوئی بادشاہ نہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں میرے نزدیک پاک ہونے کا یہ عمدہ طریق ہے اور ممکن نہیں کہ اس سے بہتر کوئی طریق مل سکے کہ انسان کسی قسم کا تکبر اور فخر نہ کرے۔ نہ علمی، نہ خاندانی، نہ مالی...... انسان جب تک ایک غریب و بیکس بڑھیا کے ساتھ وہ اخلاق نہ برتے جو ایک اعلیٰ نسب عالی جاہ انسان کے ساتھ برتتا ہے یا برتنے چاہئیں، اور ہر ایک طرح کے غرور اور رعونت اور کبر سے اپنے آپ نہ بچاوے وہ ہرگز ہرگز خدا تعالیٰ کی بادشاہت میں داخل نہیں ہوسکتا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں عاجزی کی حقیقت کو سمجھنے اور آنحضرتﷺ کے اسوہ کو ہمیشہ سامنے رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

⁂

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad